جلد ۶ فروری ۱۹۶۵ء شمارہ ۲

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

سالانہ چندہ ۶ روپے فی پرچہ ۶۰ پیسے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر

آل عمران

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

فروری ۱۹۶۵ء

ایڈیٹر

مسعود احمد دہلوی

سالانہ چندہ: چھ روپے ☆ فی پرچہ ساٹھ پیسے

فہرست مضامین

پبلشر چوہدری محمد ابراہیم ۔ مطبع : ضیاء الاسلام پریس ۔ مقام اشاعت : دفتر ماہنامہ انصار اللہ دار الصدر جنوبی ربوہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جلد ۶ | ماہنامہ انصاراللہ ربوہ | شمارہ ۲

فروری ۱۹۶۵ء

فتح وظفر اور کامیابی و ترقی کی آسمانی کلید

مصلح موعود کی ایک بیّن علامت اور اس کا مہتم بالشان ظہور

اسلام اور مسلمانوں کے صدیوں پرانے زوال و اضمحلال کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسلام کے دنیا میں از سر نو فتح یاب ہونے اور پوری قوت و شان کے ساتھ پھر غالب آنے کی بشارت دینے کے لئے مبعوث فرمایا تھا۔ چنانچہ آپ نے مسیح موعود کے منصب پر فائز ہونے کے بعد سب سے پہلے جو کتاب تصنیف فرمائی اس کا نام ہی آپ نے "فتح اسلام" رکھا۔ اس میں آپ نے اسلام کے غالب آنے کی بشارت دیتے ہوئے ببانگِ دل اعلان فرمایا کہ :-

"سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کے لئے پھر اُس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے" (فتح اسلام)

پھر آپ صرف بشارت دینے ہی تشریف نہیں لائے تھے بلکہ آپ کی بعثت کا مقصد یہ تھا کہ آپ اپنے عظیم الشان تجدیدی کارناموں اور خدائی تائید و نصرت کے مہتم بالشان نشانوں کے ذریعہ اس بشارت کو پورا بھی کر دکھائیں۔ چنانچہ آپ نے فتح و غلبۂ اسلام کی بشارت دینے کے علاوہ صاف اور واضح الفاظ میں اپنی بعثت کی

غرض بیان کرتے ہوئے یہ بھی اعلان فرمایا کہ :-

"اب خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ وہ اسلام کے پاک اور درخشاں چہرہ سے یہ سب گرد و غبار دُور کرے اور اس کی خوبیوں اور حسن و جمال سے دنیا کو اطلاع بخشے چنانچہ اسی غرض اور مقصد کے لئے اس وقت جب کہ اسلام دشمنوں کے نرغہ میں پھنسا ہوا بے کس اور یتیم بچے کی طرح ہو رہا تھا اس نے اپنا یہ سلسلہ قائم کیا ہے اور مجھے بھیجا ہے تا میں عملی سچائیوں اور زندہ نشانات کے ساتھ اسلام کو غالب کر دوں۔"

(الحکم ۳۰ اپریل ۱۹۰۲ء)

اسلام کی اس موعودہ فتح اور غلبہ کے دو پہلو تھے۔ اوّل یہ کہ دلائل و براہین اور حجج قاطعہ نیز آسمانی نشانوں کے ذریعہ اسلام کو کُل ادیان پر غالب کر دکھایا جائے۔ دوم یہ کہ اس فیصلہ کن علمی فتح اور غلبہ کے نتیجہ میں اسلام عملاً بھی اس طور سے دنیا پر غالب آجائے کہ تمام بنی نوعِ انسان دینِ واحد پر جمع ہو کر خدائے واحد کے حقیقی پرستار بن جائیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا نجات دہندہ تسلیم کر کے دن اور رات آپ پر درود بھیجنے لگیں۔ جہاں تک اس غلبہ کے اوّل الذکر پہلو کا تعلق ہے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی پُر معارف تصانیف دیگر عظیم الشان لٹریچر اور بارش کی طرح برسنے والے تازہ بتازہ آسمانی نشانوں کے ذریعہ اسے بہ تمام و کمال پورا کر دکھایا اور اس شان سے پورا کر دکھایا کہ اپنے اور پرائے سب عش عش کر اُٹھے۔ یہ فتح اتنی نمایاں، اتنی عظیم اور اتنی فیصلہ کن تھی کہ اغیار تک نے آپ کو اسلام کا بطلِ جلیل اور فتح نصیب جرنیل قرار دیا۔ چنانچہ آپ کے وصال پر اسلامی پریس نے آپ کو اس رفیع الشان کارنامہ پر جن شاندار الفاظ میں خراجِ عقیدت پیش کیا۔ وہ اس پر شاہدِ ناطق ہے جہاں تک غلبۂ اسلام کے مؤخر الذکر پہلو کا تعلق ہے چونکہ یہ عملی غلبہ خود اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی اخبارِ غیبیہ کی رو سے ایک طویل زمانہ میں بتدریج ظاہر ہونا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح و ظفر کی ایک ایسی کلید عطا فرمائی کہ جس کے بروئے کار آنے سے اس عملی غلبہ کی راہ میں پیش آنے والی رکاوٹیں اور مشکلات دور ہوتی چلی جائیں اور اسلام آپ کے وصال کے بعد بھی پوری قوت اور شان کے ساتھ دنیا میں ترقی کرتا بڑھتا اور پھیلتا چلا جائے یہاں تک کہ اس کا یہ عملی غلبہ بہ تمام و کمال ظاہر ہو کر اس کرۂ ارض کو خدائے واحد کے پرستاروں اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نام لیواؤں سے بھر دے۔

فتح و ظفر کی وہ کونسی آسمانی کلید ہے جو غلبۂ اسلام کے عملی ظہور کے لئے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کی گئی اور جس نے آپ کے وصال کے بعد بروئے کار آنا اور اسلام کو عملی طور پر دنیا میں غالب کر دکھانا تھا؟ فتح و ظفر اور کامیابی و ترقی کی وہ آسمانی کلید ہے مصلح موعود کا مقدس و مطہر وجود۔ اسی مصلح موعود کا مقدس و مطہر وجود

جس کے متعلق خدا تعالیٰ نے آپ کو بشارت دی تھی کہ وہ آپ ہی کا اولوالعزم فرزند ہوگا اور ہوگا بھی حسن و احسان میں آپ ہی کا نظیر۔ خود اس پیشگوئی کے الفاظ جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مصلح موعود کی بشارت دی اس امر پر گواہ ہیں کہ مصلح موعود کے وجود میں آپ کو غلبۂ اسلام کے عظیم جہاد کیلئے فتح و ظفر کی کلید عطا کی گئی تھی چنانچہ اس بہتم بالشان پیشگوئی کے جسے آپ نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو ہوشیار پور سے شائع فرمایا) الہامی الفاظ یہ ہیں :۔

"بالہام اللہ تعالےٰ و اعلامہٖ عزّ و جلّ خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے (جلّ شانہٗ و عزّ اسمہٗ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کرکے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں، اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے، فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفےٰ صلعم کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا، ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذرّیت و نسل ہوگا ..... اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے اپنے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند

مظہر الاوّل والآخر مظہر الحق والعلاء کأنّ اللہ نزل من السّماء جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی تب اپنے نفسی نقطۂ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وکان امرًا مقضیًا " (اشتہار ٢٠ فروری ١٨٨٦ء)

اس پیشگوئی میں مصلح موعود کی جو صفات اور علامات بیان کی گئی ہیں ان میں سے ایک صفت یا علامت یہ ہے کہ اسے فتح و ظفر کی کلید قرار دیا گیا ہے یہ صاف اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مصلح موعود کے ہاتھوں اسلام کو عظیم الشان فتوحات حاصل ہوں گی اور ان فتوحات کے نتیجہ میں اسلام کے دنیا بھر میں غالب آنے کی راہ ہموار ہو جائے گی۔ مصلح موعود کے ہاتھوں اسلام کا عملی غلبہ ظاہر ہونے کی تائید اس کی دوسری علامات سے بھی ہوتی ہے یہ علامات بھی اپنی جگہ دیگر علامات کی طرح بالکل صاف اور واضح ہیں یعنی یہ کہ وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی،

اِس مہتم بالشان پیشگوئی کے مصداق حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرزند دلبند گرامی ارجمند حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورِ خلافت کے گزشتہ پچاس سال کا طویل زمانہ اور اُسی کے تسلسل میں آپ کے عہدِ سعادت مہد کا موجودہ دور اس امر کو روزِ روشن کی طرح عیاں کر رہا ہے کہ آپ ہی فتح و ظفر کی وہ کلید ہیں جو دنیا بھر میں غلبۂ اسلام کے عملی ظہور کے لئے حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کی گئی تھی۔ کون کہہ سکتا ہے کہ آپ کا دورِ خلافت جو گزشتہ اکیاون سال سے بفضلِ اللہ تعالیٰ جاری و ساری ہے پیہم ملنے والی کامیابیوں کامرانیوں اور فتح و ظفر کا دَور نہیں ہے؟ اس تمام عرصہ میں مصلح موعود کے مقدس وجود کی برکت سے چار دانگِ عالَم میں اسلام کو ایسی عظیم الشان فتوحات نصیب ہوئی ہیں اور فی زمانہ مسلسل نصیب ہو رہی ہیں کہ ایک دنیا ورطۂ حیرت میں پڑی ہوئی ہے کہاں اسلام کی کسمپرسی کا یہ عالَم تھا کہ عیسائیت اسے اپنا شکار سمجھ رہی تھی اور عیسائی پادری جنہوں نے دنیا کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک عیسائی مشنوں کا جال پھیلا رکھا تھا اسے صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کرنے پر تلے ہوئے تھے۔ اور انہوں نے عیسائیت کی فتوحات کے بلند بانگ دعاوی سے آسمان سر پر اٹھا رکھا تھا۔ اور کہاں آج اسلام کے اقبال و عروج کا یہ عالم ہے کہ وہی عیسائی پادری فتح و ظفر کی اس آسمانی کلید کے عظیم الشان کارناموں اور ان کے نتیجہ میں

اسلام کو پیہم ملنے والی فتوحات سے خوفزدہ ہو کر خود اپنی ناکامیوں اور نامرادیوں پر کف افسوس مل رہے ہیں وہ بار بار اس خدشہ کا اظہار کر رہے ہیں کہ اگر اسلام کی ترقی کی یہی رفتار رہی تو دنیا کا آئندہ مذہب عیسائیت نہیں بلکہ اسلام ہوگا۔

۱۹۰۸ء میں جب حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال ہوا اُس وقت تک اگرچہ دلائل و براہین اور اسلام کی تائید میں پیہم ظاہر ہونے والے تازہ بتازہ نشانوں کی رو سے عیسائیت ہی نہیں بلکہ تمام ادیانِ باطلہ ایک عاجز و درماندہ دشمن کی طرح اسلام کے آگے ہتھیار ڈال کر اپنی شکست تسلیم کر چکے تھے لیکن خدائی مقدرات کے تحت ابھی روئے زمین پر غلبۂ اسلام کے عملی ظہور کا وقت نہیں آیا تھا اُس وقت تک مغرب و مشرق کے کسی ایک ملک میں بھی اسلام کا کوئی مستقل مشن جس کے ذریعہ اُس ملک کے باشندوں تک اسلام کا پیغام پہنچا کر انہیں حلقہ بگوش اسلام بنایا جا سکے قائم نہ ہوا تھا۔ لیکن خدائی وعدہ کے بموجب آپ کے وصال کے بعد فتح و ظفر کی آسمانی کلید کے بروئے کار آنے کی دیر تھی کہ بیرونی ممالک میں اشاعتِ اسلام کی راہ میں حائل شدہ اندرونی اور بیرونی رکاوٹیں دور ہوتی چلی گئیں اور رفتہ رفتہ یورپ و امریکہ اور ایشیا و افریقہ کے ممالک میں اسلام کے مستقل تبلیغی مشن قائم ہوتے چلے گئے اور وہاں نومسلموں کی نہایت ہی مخلص اور فعال جماعتوں کا قیام عمل میں آتا چلا گیا۔ حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کے عہد سعادت مہد میں مشرق و مغرب کے ممالک میں اسلامی مشنوں کے قیام کے ذریعہ وسیع پیمانے اور مستقل بنیادوں پر اسلام کی تبلیغ، ان ممالک میں نہایت ہی مخلص دیندار اور فدائی نومسلموں پر مشتمل جماعتہائے احمدیہ کا قیام، سینکڑوں کی تعداد میں عالی شان مساجد کی تعمیر، دنیا کی مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم اور گراں قدر اسلامی لٹریچر کی اشاعت، دنیا کے دور و دراز علاقوں سے اسلامی اخبارات اور رسائل و جرائد کا اجراء اور غیر ممالک میں درجنوں اسلامی مدارس سکولوں اور کالجوں کا قیام ——

یہ وہ عظیم الشان کارنامے ہیں جو فتح و ظفر کی آسمانی کلید کے بروئے کار آنے کے بعد ہی ظہور میں آئے ہیں اور اس شان سے ظہور میں آئے ہیں کہ اغیار بھی انہیں نوعِ انسان کی روحانی تاریخ کا ایک عجیب و غریب واقعہ اور نشان قرار دینے پر مجبور ہیں۔ چنانچہ سوئٹزرلینڈ کے مشہور اخبار BERNER TAGBLATT نے ایک زوردار مقالہ میں حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کے فتح و ظفر کی کلید ہونے اور پیشگوئی مصلح موعود کے پورا ہونے پر نہایت شاندار الفاظ میں مہر تصدیق ثبت کی۔ اگرچہ اس نے پیشگوئی مصلح موعود کا ذکر تو نہیں کیا اور غالباً اس لئے نہیں کیا کہ اسے اِس کا علم ہی نہیں تاہم اس نے اپنی ۱۱ر جون ۱۹۶۱ء کی اشاعت میں لکھا

"اس دوران میں یہ جماعت (یعنی جماعت احمدیہ) دنیا کے اور بہت سے حصوں میں بھی پھیل گئی ہے جہاں تک یورپ کا تعلق ہے لنڈن، ہمبورگ، فرانکفورٹ، میڈرڈ، زیورک

اور ستاک ہالم میں اب اس جماعت کے باقاعدہ تبلیغی مشن قائم ہیں۔ امریکہ کے شہروں میں سے واشنگٹن، لاس انجیلیز، نیویارک، پٹسبرگ اور شکاگو میں بھی اس کی شاخیں موجود ہیں۔ اس سے آگے گرینیاڈا، ٹرینیڈاڈ، اور ڈچ گی آنا میں بھی یہ لوگ مصروف کار ہیں۔ افریقی ممالک میں سے سیرالیون، گھانا، نائیجیریا، لائبیریا اور مشرقی افریقہ میں بھی ان کی خاصی جمعیت ہے۔ مشرق وسطی اور ایشیا میں سے مسقط، دمشق، بیروت، ماریشس برطانوی شمالی بورنیو، کولمبو۔ رنگون، سنگاپور اور انڈونیشیا میں ان کے تبلیغی مشن کام کر رہے ہیں۔ دوسری عالمگیر جنگ سے قبل ہی قرآن کا دنیا کی سات مختلف زبانوں میں ترجمہ کرنے کا منصوبہ تیار کیا گیا تھا۔ چنانچہ اب تک ڈچ، جرمن اور انگریزی میں پورے قرآن مجید کے تراجم عربی متن کے ساتھ شائع ہو چکے ہیں۔ اسی طرح روسی ترجمہ بھی منظر عام پر آنے والا ہے۔

اس جماعت کا نصب العین بہت بلند ہے یعنی یہ کہ روئے زمین پر بسنے والے تمام بنی نوع انسان کو ایک ہی مذہب کا پابند بنا کر انہیں باہم متحد کر دیا جائے وہ مذہب احمدیت یعنی حقیقی اسلام ہے۔ اس کے ذریعہ یہ لوگ پوری انسانیت کو اسلامی اخوت کے رشتہ میں منسلک کر کے دنیا میں حقیقی اور پائدار امن قائم کرنا چاہتے ہیں۔ انھیں توقع ہے کہ بالآخر تمام بنی نوعِ انسان اسلام کی آغوش میں آکر مسلمان ہو جائیں گے ——— یہ جماعت خود

(جماعت احمدیہ) اور اس کا اپنے مولد و مسکن سے نکل کر پوری دنیا میں اس قدر مضبوطی سے پھیل جانا نوعِ انسان کی روحانی تاریخ کے عجیب و غریب واقعات میں سے ایک عجیب و غریب واقعہ اور نشان ہے"

اسلام کی ان فتوحات میں خدائی وعدوں کے مطابق روز بروز اضافہ ہو رہا ہے اور آئندہ بھی ہوتا چلا جائے گا۔ یہاں تک کہ اسلام پوری دنیا پر غالب آجائے گا۔ ہر چند کہ جماعت احمدیہ کے ذریعہ قیامت تک اسلام کا دنیا میں سربلند رہنا ایک آسمانی تقدیر ہے جسے دنیا کی کوئی طاقت بدل نہیں سکتی تاہم اللہ تعالےٰ نے مصلح موعود کے فتح و ظفر کی کلید ہونے کو روز روشن کی طرح عیاں کرنے کے لئے خود سیدنا حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود پر ایک مہتم بالشان انکشاف فرمایا اور وہ یہ کہ وہ آپ کے مصلح موعود اور فتح و ظفر کی کلید ہونے کو دنیا پر ظاہر کرنے کے لئے آپ کے آخری سانس تک جماعت کو ترقی دیتا چلا جائے گا اس نے اپنے اس وعدہ کو

غیر معمولی تائید و نصرت کا عظیم الشان نشان قرار دیتے ہوئے مزید فرمایا کہ یہ تقدیر مبرم ہے، یہ نہیں بدلے گی اور بہر حال پوری ہو کر رہے گی۔ چنانچہ ۱۹۴۵ء کے جلسہ سالانہ میں اس خدائی وعدہ کا اعلان کرتے ہوئے بڑی تحدی کے ساتھ آپ نے فرمایا :-

"جو کچھ میں کہتا ہوں (اور میں وہی کچھ کہتا ہوں جو مجھے خدا نے کہا) وہ یہ ہے کہ میرے آخری سانس تک خدا تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت کے لئے غلبہ اور ترقی اور کامیابی ہی مقدر ہے اور کوئی اس الٰہی تقدیر کو بدلنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اس بات پر خواہ کوئی ناراض ہو، شور مچائے، گالیاں دے، یا برا بھلا کہے اس سے خدائی فیصلہ میں کوئی فرق نہیں پڑ سکتا۔ یہ تقدیر مبرم ہے جس کا خدا آسمان پر فیصلہ کر چکا ہے کہ وہ میری زندگی کے آخری لمحات اور میرے جسم کے آخری سانس تک جماعت کا قدم ترقی کی طرف بڑھاتا چلا جائے گا جس طرح خدا کی بادشاہت کو کوئی بدل نہیں سکتا اسی طرح خدا تعالیٰ کے کلام اور اس کے وعدہ کو بھی کوئی شخص بدلنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ یہ زمین و آسمان کے خدا کا وعدہ ہے کہ بہر حال میری زندگی میں جماعت کا قدم آگے ہی آگے بڑھتا چلا جائے گا۔ میں نہیں جانتا کہ میرے بعد کیا ہوگا، مگر بہر حال یہ خدائی فیصلہ ہے میری زندگی میں کوئی انسانی طاقت اس سلسلہ کی ترقی کو روک نہیں سکتی۔ خدا نے اس جماعت اور اس سلسلہ کی ترقی کو میری ذات سے وابستہ کر دیا ہے اور اس نے اپنے نام اور اپنی طاقت اور اپنے جلال کے اظہار کے لئے مجھے چن لیا ہے۔"

(تقریر ۲۸ دسمبر ۱۹۴۵ء بر موقعہ جلسہ سالانہ بمقام قادیان مطبوعہ الفضل ۲۲ جنوری ۱۹۶۰ء صفحہ ۱)

یہ خدائی وعدہ ۱۹۱۴ء میں حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کے خلیفۃ المسیح الثانی کی حیثیت سے مسند خلافت پر متمکن ہونے کے وقت سے ہی پورا ہوتا چلا آرہا ہے اس وعدہ کے اعلان کے بعد یہ اور بھی زیادہ شان کے ساتھ پورا ہوا اور آج کل بھی جبکہ اس اعلان پر بیس سال کا عرصہ گزر چکا ہے یہ اسی شان اور آب و تاب کے ساتھ برابر پورا ہو رہا ہے۔ ہر چند کہ آپ اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ کے ماتحت ضعف، پیری اور بعض عوارض کے باعث گزشتہ کئی سال سے بیمار ہیں اور غلبہ و اشاعت اسلام کا کام آپ کی تفصیلی ہدایات کی بجائے وقتاً فوقتاً حاصل ہونے والی آپ کی اصولی ہدایات کے ماتحت انجام پا رہا ہے تاہم اس خدائی وعدہ کے پورا ہونے میں ذرہ بھر بھی کوئی فرق نہیں پڑا۔ یہ پورا ہو رہا ہے اور ہر دن ہی نہیں بلکہ ہر لحظہ اور ہر آن پورا ہوتا چلا آرہا ہے اس زمین پر کوئی دن ایسا طلوع نہیں ہوتا جو آپ کے مقدس و مطہر وجود آپ کی دعاؤں، توجہ اور اصولی ہدایات کی برکت سے جماعت کو مزید

کامیابیوں اور کامرانیوں سے ہمکنار کرنے کا موجب نہ بنتا ہو۔ یہ ترقی بفضل اللہ تعالےٰ ہر شعبہ اور ہر میدان میں اس قدر اظہر من الشمس ہے کہ بڑے سے بڑا مخالف بھی اگر انصاف کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے تو اس سے انکار کی جرأت نہیں کر سکتا۔ علی الخصوص ۱۹۵۵ء میں آپ کی موجودہ علالت کے آغاز کے بعد سے تو اشاعتِ اسلام کے کام میں ایسی نمایاں ترقی ہوئی ہے کہ جو بلاشبہ معجزہ کی قوت اپنے اندر رکھتی ہے۔

اس عرصہ میں جہاں تک نئے مشنوں کے قیام کا تعلق ہے یورپ افریقہ اور مشرق بعید میں اب تک چھ نئے مشن قائم ہو چکے ہیں۔ جن ممالک میں یہ نئے مشن قائم ہوئے ہیں ان میں سکنڈے نیویا، گیمبیا، آئیوری کوسٹ ٹوگولینڈ اور جزائر فجی شامل ہیں۔ اس طرح اب ان ممالک کی تعداد جن میں باقاعدہ احمدیہ مشن قائم ہیں اور مستقل بنیادوں پر جہاں اسلام کی تبلیغ ہو رہی ہے اکتیس ۳۱ تک پہنچ چکی ہے پھر ان ممالک میں جہاں مشن تو قائم نہیں اور کوئی مبلغ بھی ابھی تک وہاں نہیں بھیجا گیا۔ لیکن وہاں اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے احمدیوں کی نہایت مخلص اور فعال جماعتیں معرض وجود میں آچکی ہیں ایک اہم اور نئے ملک کا اضافہ ہوا ہے اور وہ ہے جاپان۔ حال ہی میں وہاں جو جماعت قائم ہوئی ہے وہ تمام تر جاپان کے نومسلم احمدیوں پر مشتمل ہے وہ سب نہایت محنت خلوص اور شوق کے ساتھ تبلیغ اسلام کا فریضہ ادا کرنے میں مصروف ہیں ایسے ممالک پہلے چار تھے اور اب ان کی تعداد پانچ ہو گئی ہے۔

اب رہا بیرونی ممالک میں مساجد کی تعمیر کا سوال سو اس عرصہ میں اس لحاظ سے بھی اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے نمایاں ترقی ہوئی ہے۔ پہلے مغربی ممالک میں ہماری صرف ایک مسجد تھی یعنی مسجد فضل لندن گزشتہ دس سال میں یورپ کے مختلف ممالک میں چار نئی عالیشان مساجد تعمیر ہوئی ہیں۔ ان میں سے ایک ہالینڈ کے شہر ہیگ میں تعمیر ہوئی ہے اور مسجد ہیگ کے نام سے موسوم ہے دو مسجدیں جرمنی کے دو شہروں ہمبورگ اور فرانکفورٹ میں تعمیر کی گئی ہیں۔ چوتھی مسجد سوئٹزرلینڈ کے شہر زیورک میں ابھی گزشتہ سال پایہ تکمیل کو پہنچی ہے۔ اس طرح یورپ میں جماعت کی طرف سے تعمیر شدہ مساجد کی تعداد پانچ تک پہنچ چکی ہے۔ علاوہ ازیں چھٹی مسجد ڈنمارک کے دارالحکومت کوپن ہیگن میں تعمیر کرنے کے انتظامات ہو رہے ہیں جس کے لئے زمین خریدی جا چکی ہے اور ابھی حال ہی میں یعنی جلسہ سالانہ ۱۹۶۴ء کے موقع پر احمدی خواتین نے حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کے دور خلافت پر کامیابیوں اور کامرانیوں سے بھرپور پچاس سال پورے ہونے کی خوشی میں اظہار تشکر کے طور پر لندن اور ہیگ کی مساجد کی طرح اسے بھی حسب سابق اپنے چندہ سے تعمیر کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے۔ آج کل وہ اس کے لئے نقدی اور زیورات کی شکل میں دل کھول کر چندہ دے رہی ہیں اسی طرح مشرقی اور مغربی افریقہ کے متعدد ممالک میں بھی بعض نئی مساجد تعمیر ہوئی ہیں۔ یورپ اور افریقہ کی ان سب نئی مساجد کو شامل کر کے ان مساجد کی مجموعی تعداد جو دنیا کے مختلف ممالک میں جماعت احمدیہ نے تعمیر کی ہیں بفضل اللہ تعالیٰ ۳۴۳ تک پہنچ چکی ہے۔ پھر ۱۹۵۵ء تک انگریزی تفسیر القرآن کے پہلے دس پارے ہی طبع ہوئے تھے، اس کے بعد بقیہ بیس پارے

بھی زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آ چکے ہیں اور اس طرح بفضل اللہ تعالیٰ قرآن مجید کی انگریزی تفسیر مکمل ہو کر کتابی شکل میں طبع ہو چکی ہے جو کئی ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔ مزید برآں قرآن مجید کے انگریزی اور جرمن ترجمے جن کے پہلے ایڈیشن نایاب ہو چکے تھے ابھی حال ہی میں دوبارہ شائع کرائے گئے ہیں۔ اس پر مستزاد یہ کہ تفسیر صغیر (جسے حضرت المصلح الموعود نے اپنی علالت کے دوران ہی تصنیف فرمایا تھا) کا انگریزی ترجمہ بھی مکمل ہو چکا ہے اور اب اسے شائع کرنے کے انتظامات کئے جا رہے ہیں۔ قرآن مجید کا فرانسیسی ترجمہ اس وقت زیر طبع ہے اور اس سال انشاء اللہ ڈینش ترجمہ بھی جو مکمل ہو چکا ہے شائع ہو جائے گا۔

یہ نہایت ہی مجمل خاکہ ہے اُس عظیم الشان ترقی کا جو سیدنا حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کی موجودہ علالت کے دوران اشاعت اسلام کے ضمن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق جماعت احمدیہ کو عطا فرمائی ہے اور اس طرح ثابت کر دکھایا ہے کہ سیدنا حضرت المصلح الموعود کے ساتھ آخری سانس تک ترقی کا خدائی وعدہ تقدیر مبرم ہے اور اس لئے تقدیر مبرم ہے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو آپ کی پیدائش سے بھی قبل بشارت کے رنگ میں فتح و ظفر کی کلید قرار دیا تھا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

ہم خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک ایسے زمانہ میں پیدا کیا ہے کہ ہم فتح و ظفر کی آسمانی کلید کے بروئے کار آنے اور اس کے نتیجے میں عظیم الشان فتوحات نصیب ہونے اور خدائی وعدوں کے پورا ہونے کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں ہم دیکھ ہی نہیں رہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے ان میں ایک حد تک حصہ دار بھی ہیں۔ اپنی اس خوش نصیبی پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاتے ہوئے ہم پر یہ فرض عاید ہوتا ہے کہ ہم سیدنا حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کے اُس مقدس و مطہر وجود کی صحت و عافیت اور درازیٔ عمر کے لئے جسے خدا نے فتح و ظفر کی کلید قرار دیا ہے اور جس کے آخری سانس تک ترقی کامیابی اور فتح و ظفر کا وعدہ فرمایا ہے دعائیں کریں اور کرتے چلے جائیں تا اللہ تعالیٰ آپ کو کامل و عاجل صحت عطا فرما کر دراز سے دراز تر عمر عطا فرمائے اور ہم آپ کی فعال قیادت میں ترقی کے میدان میں تیز رفتاری سے دوڑتے چلے جائیں یہاں تک کہ اسلام پوری دنیا میں غالب آ کر ہمیں ہمارے مقصد میں کامیاب و فائز المرام کر دے۔

دوسرا اہم فرض اس ضمن میں ہم پر یہ عاید ہوتا ہے کہ ہم اطاعت اور دین کی راہ میں قربانی کا ایسا اعلیٰ نمونہ دکھائیں کہ ہم سیدنا حضرت المصلح الموعود کے وجود باجود کی برکت سے اسلام کو پیہم ملنے والی عظیم الشان فتوحات میں عند اللہ حصہ دار قرار پا سکیں۔ اگر ہمارا اطاعت اور قربانی کا معیار اتنا بلند نہیں ہے کہ ان فتوحات میں شمولیت کا فخر ہمارے حصہ میں آ سکے تو پھر اس سے بڑھ کر اور کوئی بد نصیبی نہیں ہو سکتا۔ ایسی صورت میں آنے والی نسلیں ہماری

بدنصیبی پر آنسو بہائیں گی! اور ہماری اپنی محرومی اگلے جہان میں ہمارے لئے کچھ کم غم و ہم اور حسرت و یاس کا موجب نہ ہوگی
اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے فضل سے سیّدنا حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کے مقام ذی شان کی رفعت اور عظمت و جلالتِ شان کا صحیح عرفان حاصل کرنے اور آپ کے مقدس و مطہر اور نہایت درجہ بابرکت وجود کی قدر کرنے اور اطاعت و قربانی کا ایسا اعلیٰ نمونہ قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے کہ فی الحقیقت ہم آپ کے وجود کی برکت سے حاصل ہونے والی کامیابیوں اور ظفر مندیوں میں عنداللہ حصہ دار قرار پاسکیں۔ اے خدا! تو ایسا ہی کر، ہم عاجز و لاچار ہیں اور تو عزیز و مقتدر۔ تیرے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔ تو مٹی کو سونا اور سونے کو کندن کر سکتا ہے تو ہمیں بھی جو مشتِ خاک سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے محض اپنے فضل سے زرِ خالص میں تبدیل کر دے اور ہمیں اس قابل بنا دے کہ ہم تیرے پیارے بندے محمود کے حقیقی اطاعت گزاروں میں شامل ہو کر تیرے مقبول بندوں میں شمار ہو سکیں۔ آمین یا ارحم الراحمین!

دیکھنے کے قابل بات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"یہ بات بھی دیکھنے کے قابل ہوتی ہے کہ کیا مدعی کے اپنے ہاتھ پر کوئی نشان اس کی تصدیق کے لئے ظاہر ہوا ہے یا نہیں! اس کے لئے میں کہتا ہوں کہ اس قدر نشان اللہ تعالیٰ نے ظاہر کئے ہیں کہ ان کی تعداد ایک دو نہیں بلکہ سینکڑوں اور ہزاروں تک پہنچی ہوئی ہے اور اگر میری جماعت کو خدا تعالیٰ کی قسم دے کر پوچھا جائے تو میں امید نہیں کرتا کہ کوئی شخص ایک بھی ایسا نکلے جو یہ کہے کہ میں نے کوئی نشان نہیں دیکھا اور پھر یہ کہ نشانوں کی بارش ہو رہی ہے" (الحکم ۱۰ر اپریل ۱۹۰۲ء)

—— :: کلماتِ طیّبات حضرت مسیح موعود علیہ السّلام :: ——

پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق بعض الہامی تصریحات

پیشگوئی حقیقت میں دُو سعید لڑکوں کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی

ایک بشیر اوّل جو فوت ہو گیا اور ایک بشیر ثانی جو مصلح موعود ہے

مصلح موعود بشیر اوّل کے حلیہ پر اور اُسکی صفات کا حامل ہوگا

۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی (جس کے الہامی الفاظ ہم قبل ازیں مقالۂ افتتاحیہ میں درج کر چکے ہیں) دُو کامل الصفات سعید فرزندوں کے پیدا ہونے کی بشارت پر مشتمل تھی۔ ایک فرزند نے پیدا ہونے کے کچھ عرصہ بعد فوت ہو جانا تھا اور اس کے بعد پیدا ہونے والے دوسرے فرزند کے لئے لمبی زندگی پانا اور مصلح موعود کے بلند مقام پر فائز ہونا مقدر تھا چنانچہ اس پیشگوئی کے بموجب پہلے ، راگست ۱۸۸۷ء کو بشیر اوّل پیدا ہوئے اور حسب پیشگوئی ۴ر نومبر ۱۸۸۸ء کو فوت ہو گئے۔ اس کے بعد ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء کو پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی ولادت ہوئی حسب پیشگوئی آپ کا آنا خُو بُو اور صفات کے لحاظ سے دراصل بشیر اوّل کا ہی دوبارہ آنا تھا۔ اِسی لئے آپ پیشگوئی میں مذکور مصلح موعود کی عظیم الشان صفات کے علاوہ بشیر اوّل ؓ کی رفیع الشان صفات کے بھی حامل ہیں اور اس طرح ہر دو کی صفات کے آپ میں جمع ہونے کی وجہ سے آپ کی ذات والاصفات مجمع البحرین ہے۔ چنانچہ یہ حلیہ صفات آپ کے وجودِ باجود میں ظاہر ہو کر آپ کے مصلح موعود ہونے کو روزِ روشن کی طرح عیاں کر چکی ہیں۔ اس امر پر سیدنا حضرت مسیحِ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریر فرمودہ حسبِ ذیل الہامی تصریحات شاہدِ ناطق ہیں۔ چنانچہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:-

۱۔ "خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ بھی ظاہر کیا کہ ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی حقیقت میں دو سعید لڑکوں کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی اور اس عبارت تک کہ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے پہلے بشیر کی نسبت پیشگوئی ہے کہ جو روحانی طور پر نزولِ رحمت کا موجب ہوا اور اس کے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے" (اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء)

۲۔ "۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار کی یہ عبارت کہ ایک خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے، یہ مہمان کا لفظ درحقیقت اسی لڑکے (بشیر اوّل۔ ناقل) کا نام رکھا گیا تھا اور یہ اس کی کم عمری اور جلد فوت ہونے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ مہمان وہی ہوتا ہے جو چند روز رہ کر چلا جاوے اور دیکھتے دیکھتے رخصت ہو جاوے۔ اور جو قائم مقام ہو اور دوسروں کو رخصت کرے اس کا نام مہمان نہیں ہو سکتا۔ اور اشتہار مذکور کی یہ عبارت کہ وہ رجس سے (یعنی گناہ سے) بکلّی پاک ہے یہ بھی اُس کی صغر سنی کی وفات پر دلالت کرتی ہے اور یہ دھوکہ کھانا نہیں چاہیئے کہ جس پیشگوئی کا ذکر ہوا ہے وہ مصلح موعود کے حق میں ہے کیونکہ بذریعہ الہام صاف طور پر کھل گیا ہے کہ یہ سب عبارتیں پسر متوفی کے حق میں ہیں اور مصلح موعود کے حق میں جو پیشگوئی ہے وہ اس عبارت سے شروع ہوتی ہے کہ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ پس مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا اور نیز دوسرا نام اس کا محمود اور تیسرا نام اس کا بشیر ثانی بھی ہے اور ایک الہام میں اس کا نام فضلِ عمر ظاہر کیا گیا ہے اور ضرور تھا کہ اس کا آنا معرضِ التواء میں رہتا جب تک یہ بشیر جو فوت ہو گیا ہے پیدا ہو کر پھر واپس اٹھایا جاتا کیونکہ یہ سب امور حکمتِ الٰہیہ نے اس کے قدموں کے نیچے رکھے تھے اور بشیر اوّل جو فوت ہو گیا ہے بشیر ثانی کے لئے بطور ارہاص تھا اس لئے دونوں کا ایک ہی پیشگوئی میں ذکر کیا گیا۔" (اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء)

۳۔ خدا تعالیٰ کے انزالِ رحمت اور روحانی برکت کے بخشنے کے لئے بڑے عظیم الشان دو طریقے ہیں۔

اوّل یہ کہ کوئی مصیبت اور غم و اندوہ نازل کر کے صبر کرنے والوں پر بخشش اور رحمت کے دروازے کھولے جیسا کہ اس نے خود فرمایا ہے وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ أُولٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ یعنی ہمارا یہی قانونِ قدرت ہے کہ ہم مومنوں پر طرح طرح کی مصیبتیں ڈالا کرتے ہیں اور صبر کرنے والوں پر ہماری رحمت نازل ہوتی ہے۔ اور کامیابی کی راہیں انہی پر کھولی جاتی ہیں جو صبر کرتے ہیں۔

دوسرا طریق انزالِ رحمت کا ارسالِ مرسلین و نبیّین و ائمہ و اولیاء و خلفاء ہے تا ان کی اقتداء و ہدایت

سے لوگ راہ راست پر آجائیں۔ اور ان کے نمونہ پر اپنے تئیں بنا کر نجات پا جائیں۔

سو خدا تعالےٰ نے چاہا کہ اس عاجز کی اولاد کے ذریعہ سے یہ دونوں شق ظہور میں آجائیں پس اوّل اس نے قسم اوّل کے انزال رحمت کے لئے بشیر کو بھیجا تا بَشِّرِ الصَّابِرِیْن کا سامان مومنوں کے لئے تیار کر کے اپنی بشیریت کا مفہوم پورا کرے سو وہ ہزاروں مومنوں کے لئے جو اس کی موت کے غم میں محض للہ شریک ہوئے بطور فرط کے ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف سے ان کا شفیع ٹھہر گیا۔ اور اندر ہی اندر بہت سی برکتیں ان کو پہنچا گیا ۔۔۔۔ دوسری قسم رحمت کی جو ہم نے ابھی بیان کی (یعنی ارسال مرسلین و نبیین و ائمہ و اولیاء و خلفاء۔ ناقل) اس کی تکمیل کے لئے خدا تعالےٰ دوسرا بشیر بھیجے گا جیسا کہ بشیر اوّل کی موت سے پہلے ۱۰ر جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں اس کے بارہ میں پیشگوئی کی گئی ہے اور خدا تعالےٰ نے اس عاجز پر ظاہر کیا کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا جس کا نام محمود بھی ہے اور وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم نکلے گا یخلق اللّٰہ ما یشاء" (اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء)

۴۔ "اس عاجز کی کسی پیشگوئی میں کوئی الہامی غلطی نہیں۔ الہام نے پیش از وقوع دو لڑکوں کا پیدا ہونا ظاہر کیا اور بیان کیا کہ بعض لڑکے کم عمری میں فوت بھی ہوں گے، دیکھو اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء و اشتہار ۱۰ر جولائی ۱۸۸۸ء۔ سو مطابق پہلی پیشگوئی کے ایک لڑکا پیدا ہو گیا اور فوت بھی ہو گیا اور دوسرا لڑکا جس کی نسبت الہام نے بیان کیا کہ دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا دوسرا نام محمود ہے وہ اگرچہ اب تک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے پیدا نہیں ہوا مگر خدا تعالےٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہو گا۔ زمین آسمان ٹل سکتے ہیں پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں نادان اس کے الہامات پر ہنستا ہے اور احمق اس کی پاک بشارتوں پر ٹھٹھا کرتا ہے کیونکہ آخری دن اس کی نظر سے پوشیدہ ہے اور انجام کار اس کی آنکھوں سے چھپا ہوا ہے۔" (اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء)

۵ — حسب پیشگوئی بشیر اوّل کی وفات کے بعد ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء کو بشیر ثانی یعنی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ولادت ہوئی تو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی دن ایک اشتہار شائع فرمایا جس کا نام آپ نے "تکمیل تبلیغ" رکھا۔ اس میں آپ نے تحریر فرمایا:۔

"خدا تعالیٰ نے یہ وعدہ دیا تھا کہ بشیر اوّل کی وفات کے بعد ایک دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا نام محمود بھی ہوگا اور اس عاجز کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ وہ اولو العزم ہوگا اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ وہ قادر ہے جس طور سے چاہتا ہے پیدا کرتا ہے سو آج ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء میں مطابق ۹ جمادی الاوّل ۱۳۰۶ھ بروز شنبہ اس عاجز کے گھر میں بفضلہٖ تعالےٰ ایک لڑکا پیدا ہو گیا ہے۔" (اشتہار ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء الموسوم بہ تکمیل تبلیغ)

۶- "پانچویں پیشگوئی میں نے اپنے لڑکے محمود کی پیدائش کی نسبت کی تھی کہ وہ اب پیدا ہوگا۔ اور اس کا نام محمود رکھا جائیگا اور اس پیشگوئی کی اشاعت کے لئے سبز ورق کے اشتہارات شائع کئے گئے تھے جو اب تک موجود ہیں اور ہزاروں آدمیوں میں تقسیم کئے گئے چنانچہ وہ لڑکا پیشگوئی کی میعاد میں پیدا ہوا اور اب نویں سال میں ہے۔" (سراج منیر صلا مطبوعہ ۱۸۹۷ء)

۷- "جب میرا پہلا لڑکا فوت ہو گیا تو نادان مولویوں اور ان کے دوستوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں نے اس کے مرنے پر بہت خوشی ظاہر کی اور بار بار ان کو کہا گیا کہ ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء میں یہ بھی ایک پیشگوئی ہے کہ بعض لڑکے فوت بھی ہوں گے۔ پس ضرور تھا کہ کوئی لڑکا خوردسالی میں فوت ہو جاتا تب بھی وہ لوگ اعتراض سے باز نہ آئے تب خدا تعالےٰ نے ایک دوسرے لڑکے کی مجھے بشارت دی۔ چنانچہ میرے سبز اشتہار کے ساتویں صفحہ میں اس دوسرے لڑکے کے پیدا ہونے کے بارہ میں یہ بشارت ہے — دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا دوسرا نام محمود ہے وہ اگرچہ اب تک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے پیدا نہیں ہوا مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔ زمین آسمان ٹل سکتے ہیں پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں —— یہ ہے عبارت اشتہار سبز کے صفحہ سات کی جس کے مطابق جنوری ۱۸۸۹ء میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام محمود رکھا گیا اور اب تک بفضلہ تعالیٰ زندہ موجود ہے اور سترھویں سال میں ہے۔" (حقیقۃ الوحی صلا۳۶ مطبوعہ ۱۹۰۷ء)

۸- " اِنَّ لِیْ کَانَ اِبْنًا صَغِیْرًا وَّکَانَ اِسْمُہٗ بَشِیْرًا فَتَوَفَّاہُ اللّٰہُ فِیْ اَیَّامِ الرَّضَاعِ وَاللّٰہُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی لِلَّذِیْنَ اٰثَرُوْا سُبُلَ التَّقْوٰی وَالْاِرْتِیَاعِ فَاُلْہِمْتُ مِنْ رَّبِّیْ اِنَّا نَرُدُّہٗ عَلَیْکَ تَفَضُّلًا عَلَیْکَ وَکَذَالِکَ رَأَتْ اُمُّہٗ فِیْ رُؤْیَاھَا

اَنَّ الْبَشِیْرَ قَدْ جَاءَ وَ قَالَ اِنِّیْ اُعَانِقُكَ اَشَدَّ الْمُعَانَقَةِ وَلَا اُفَارِقُ بِالسُّرْعَةِ فَاَعْطَانِیَ اللّٰهُ بَعْدَهٗ اِبْنًا اٰخَرَ وَهُوَ خَيْرُ الْمُعْطِيْنَ فَعَلِمْتُ اَنَّهٗ هُوَ الْبَشِيْرُ وَ قَدْ صَدَقَ الْخَبِيْرُ فَسَمَّيْتُهٗ بِاِسْمِهٖ وَ اَرٰى حُلْيَةَ الْاَوَّلِ فِیْ جِسْمِهٖ" (سرالخلافہ طبع دوم صفحہ ۵)

ترجمہ :- میرا ایک چھوٹا بچہ تھا جس کا نام بشیر اوّل تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے شیر خوارگی میں ہی وفات دے دی تقویٰ اور خدا ترسی کی راہوں کو ترجیح دینے والوں کے لئے اللہ ہی بہتر اور باقی رہنے والا ہے تب مجھے اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا اِنَّا نَرُدُّهٗ عَلَيْكَ تَفَضُّلًا عَلَيْكَ کہ ہم اسے از راہ احسان تیرے پاس واپس بھیج دیں گے۔ ایسا ہی اس کی والدہ نے رؤیا میں دیکھا کہ بشیر آگیا ہے اور کہتا ہے کہ اب میں آپ سے مضبوطی سے چمٹ جاؤں گا اور جلد جدا نہ ہوں گا۔ اس الہام اور رؤیا کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے دوسرا فرزند بخشا اور وہ بہتر عطا کرنے والا ہے۔ تب میں نے جان لیا کہ یہ وہی بشیر ہے اور خدا تعالیٰ اپنی خبر میں صادق ہے چنانچہ میں نے اس بچہ کا نام بشیر ہی رکھا اور مجھے اس کے جسم میں بھی پہلے بشیر کا حلیہ نظر آتا ہے۔

جلیل القدر نشان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

"میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر کوئی شخص سلیم دل لے کر میری کتابوں کو پڑھے گا اور ان نشانوں پر غور کرے گا تو اس کا دل بول اٹھے گا کہ یہ انسانی طاقت سے باہر ہے کہ ایسا جلیل القدر نشان دکھا سکے۔" (الحکم ۱۷ مئی ۱۹۰۴ء)

عربی منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

إِنَّا نُرِيدُ اللّٰهَ رَاحَةَ رُوحِنَا

ہم خدا کو چاہتے ہیں جو کہ ہماری روح کا آرام ہے

إِنِّي دَعَوْتُ اللّٰهَ رَبًّا مُحْسِنًا
میں نے اپنے خدا رب محسن سے دعا کی
فَأَرَى عُيُونَ الْعِلْمِ بَعْدَ دُعَائِي
تو اپنی دعا کے بعد میں نے علم کے چشمے دیکھے

إِنَّ الْمُهَيْمِنَ لَا يُعِزُّ بِنَخْوَةٍ
یقیناً خدا تعالیٰ تکبر سے عزت نہیں دیتا
إِنْ رُمْتَ دَرَجَاتٍ فَكُنْ كَعَفَاءِ
اگر تو درجات کا قصد کرتا ہے تو خاک کی طرح ہو جا

وَاللّٰهِ قَدْ فَرَّطْتَ فِي أَمْرِي هَوًى
بخدا میرے متعلق تو نے ہوا و ہوس کی وجہ سے افراط سے کام لیا ہے
وَأَبَيْتَ كَالْمُسْتَعْجِلِ الْخَطَّاءِ
اور جلد باز خاطی کی طرح انکار کیا ہے

يَخْشَى الْكِرَامُ دُعَاءَ أَهْلِ كَرَامَةٍ
نیک لوگ اپنے بیوی بچوں پر
رُحْمًا عَلَى الْأَزْوَاجِ وَالْأَبْنَاءِ
رحم کرتے ہوئے اہل کرامت کی دعا سے ڈرتے ہیں

عِنْدِي دُعَاءٌ خَاطِفٌ كَصَوَاعِقٍ
میرے پاس دعا ہے جو بجلی کی طرح اچک لینے والی ہے
فَحَذَارِ ثُمَّ حَذَارِ مِنْ أَرْجَائِي
پس میرے کناروں سے دور رہ دور رہ

وَاللّٰهِ إِنِّي لَا أُرِيدُ إِمَامَةً
بخدا میں کسی پیشوائی کو نہیں چاہتا
هٰذَا خَيَالُكَ مِنْ طَرِيقِ خَطَاءِ
میرے متعلق تیرا ایسا خیال خطا کا طریق ہے

إِنَّا نُرِيدُ اللّٰهَ رَاحَةَ رُوحِنَا
ہم خدا کو چاہتے ہیں جو کہ ہماری روح کا آرام ہے
لَا سُؤْدَدًا وَرِيَاسَةً وَّعَلَاءِ
سرداری، ریاست اور بلندی کو ہم نہیں چاہتے

(خطبہ الہامیہ)

فارسی منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

یک نشاں بنما کہ تا نورت درخشد در جہاں

(اے خدا ! ایک نشان دکھا تاکہ تیرا نور دنیا میں چمکے)

اے سر و جان و دل و ہر ذرّہ ام قربانِ تو — بر دلم بکشا ز رحمت ہر درِ عرفانِ تو

اے وہ کہ تجھ پر میرا سر جان. دل اور ہر ذرہ قربان ہے میرے دل پر اپنی رحمت سے اپنی معرفت کا ہر دروازہ کھول دے

فلسفی کز عقل میجوید ترا دیوانہ ہست — دُور تر ہست از خردہا آں رہِ پنہانِ تو

فلسفی دیوانہ ہے جو تجھے عقل کے زور سے ڈھونڈتا ہے تیرا پوشیدہ راستہ عقلوں سے بہت دور ہے ؛

از حریمِ تو ازیناں ہیچکس آگہ نشد — ہر کہ آگہ شد شد از احسانِ بے پایانِ تو

ان لوگوں میں سے تیری مقدس بارگاہ کا کوئی بھی واقف نہیں ہوتا جو بھی واقف ہوا وہ تیرے بے پایاں احسانات کی وجہ سے ہوا

عاشقانِ روئے خود را ہر دو عالم میدہی — ہر دو عالم ہیچ پیشِ دیدۂ غلمانِ تو

تو اپنے چہرہ کے عاشقوں کو دونوں جہاں بخش دیتا ہے لیکن تیرے غلاموں کی نظر میں دونوں جہان ہیچ ہیں ۔

یک نظر فرما کہ تا کوتہ شود جنگ و جدال — خلق محتاج است سوئے جذبۂ برہانِ تو

مہربانی کی نظر فرما تاکہ جنگ و جدل ختم ہو۔ مخلوقات تو تیرے دلائل کی قوت کی محتاج ہے

یک نشاں بنما کہ تا نورت درخشد در جہاں — تا شود ہر منکرِ ملّت محامد خوانِ تو

ایک نشان دکھا تاکہ تیرا نور دنیا میں چمکے۔ اور تاکہ ہر منکرِ اسلام تیرا ثنا خواں ہو جائے

گر زمین زیر و زبر گردد ندارم ہیچ غم — غم ہمیں دارم کہ گم گردد رہِ رخشانِ تو

اگر زمین زیر و زبر ہو جائے تو مجھے کچھ غم نہیں ۔ مجھے تو یہی غم ہے کہ کہیں تیری روشن راہ گم نہ ہو جائے

مظہر الاوّل والآخر اور اس کا صحیح مفہوم

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

---

۱۵ اپریل ۱۹۴۴ء کو مجلس علم و عرفان میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ مصلح موعود کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی میں مظہر الاول والآخر مظہر الحق والعلا کان اللہ نزل من السماء کے الفاظ آئے ہیں۔ ان کا کیا مطلب ہے۔ حضور نے فرمایا:۔

" دنیا میں ہر کام کی ایک ابتداء ہوتی ہے اور ایک انتہا ہوتی ہے کئی لوگ ایسے ہوتے ہیں جو کام کی ابتدا تو کرتے ہیں مگر انہیں اس کام کی انتہا دیکھنے کا موقعہ نہیں ملتا۔ وہ مظہر الاوّل تو ہوتے ہیں لیکن مظہر الآخر نہیں ہوتے اور بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو انتہا کے وقت تو آجاتے ہیں مگر ابتداء میں ان کا دخل نہیں ہوتا۔ گویا وہ مظہر الآخر تو ہوتے ہیں مگر مظہر الاول نہیں ہوتے لیکن مصلح موعود کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ وہ مظہر الاول بھی ہوگا اور مظہر الآخر بھی ہوگا گویا ایک طرف سلسلہ کا ابتدائی زمانہ اس نے دیکھا ہوا ہوگا۔ وہ مشکلات جو سلسلہ پر آئیں وہ قربانیاں جو لوگوں کو کرنی پڑیں، وہ تکالیف جو انھوں نے برداشت کیں۔ یہ سب واقعات اس کی آنکھوں کے سامنے ہوں گے۔ یہ نہیں ہوگا کہ وہ ایسے زمانہ میں ظاہر ہو جب تکالیف کا زمانہ گزر جائے گا مشکلات دور ہو جائیں گی اور احمدیت کو غلبہ میسر آجائے گا اس نے وہ وقت بھی دیکھا ہوگا جب احمدیت ابتدائی حالت میں ہوگی لیکن پھر اللہ تعالیٰ اسے لمبی عمر دے کر وہ وقت بھی اس کی آنکھوں کے سامنے لے آئے گا جب احمدیت پھیل جائے گی اور اسلام دنیا پر غالب آجائے گا پس وہ مظہر الاوّل بھی ہوگا اور مظہر الآخر بھی ہوگا۔

مظہر الحق کے متعلق تو میں سمجھتا ہوں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عقائد اور آپ کی تعلیم کو بعض لوگ بگاڑ کر پیش کریں گے وہ بعض غلط عقاید آپ کی طرف منسوب کریں گے اور آپ کے درجہ کو گھٹانے کی کوشش کریں گے۔ ایسی صورت میں وہ ان کا مقابلہ کرے گا اور عقاید حقہ کو جماعت

میں قائم کر دے گا پس مظہر الحق میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ اس کے ذریعہ عقائد حقہ قائم کئے جائیں گے اور مظہر العلیٰ میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ عقائد حقہ اس کے ذریعہ قلوب میں راسخ کر دیئے جائیں گے اور باوجود اس کے کہ بظاہر ان کا قائم اور راسخ ہونا بہت مشکل دکھائی دے گا اللہ تعالیٰ اسے کامیابی عطا فرمائے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ عقائد حقہ کو قائم کرنا کوئی آسان بات نہیں ہوتی اس کے لئے بڑی بھاری قربانیاں کرنی پڑتی ہیں۔ جب لوگ سنتے ہیں کہ یہ لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ نبوت بند نہیں بلکہ جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گی اور وحی والہام کا سلسلہ منقطع نہیں ہوا یا جنازہ کا مسئلہ سنتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ یہ لوگ غیروں کا جنازہ نہیں پڑھتے یا یہ سنتے ہیں کہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ غیر احمدیوں کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیئے ان کو لڑکیاں دینی منع ہیں تو وہ سمجھتے ہیں کہ جو شخص ایسا کہے گا وہ یقیناً ناکام ہوگا کیونکہ ان عقائد کے ساتھ ساری دنیا سے لڑائی چھڑ جاتی ہے اور خیال کیا جاتا ہے کہ یہ عقائد دنیا میں پھیل ہی نہیں سکتے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ کے ذریعہ بتا دیا کہ ایک طرف تو وہ عقائد حقہ قائم کرے گا جو بوجہ حق ہونے کے لازماً تلخ بھی ہوں گے دوسری طرف وہ مظہر العلیٰ بھی ہوگا یعنی اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے گا اور جو باتیں منوانا چاہے گا وہ لوگوں سے منوالے گا۔

ہم پیغامیوں کو دیکھتے ہیں وہ ہمیشہ مسلمانوں کو اپنے ساتھ ملانے اور انہیں ہمارے خلاف اشتعال دلانے کے لئے کہا کرتے ہیں کہ دیکھو! یہ تمہیں کافر کہتے ہیں یہ تمہارے پیچھے نمازیں پڑھنا حرام سمجھتے ہیں یہ تمہیں لڑکیاں دینا ناجائز بتاتے ہیں، یہ تمہارے جنازے پڑھنے کے بھی قائل نہیں ہیں۔ غرض ہر رنگ میں انہیں ہمارے خلاف بھڑکاتے اور اشتعال دلانے کی کوشش کرتے ہیں مگر جب بھی کوئی شخص جماعت میں داخل ہونا چاہتا ہے ادھر ہی آتا ہے ان کی طرف نہیں جاتا۔ ایک دفعہ یہیں ایک شخص آئے محمد یعقوب ان کا نام تھا اور رائل پوری غیر مبایعین کے رشتہ داروں میں سے تھے۔ انھوں نے نبوت اور کفر و اسلام وغیرہ مسائل پر بحث کرنی شروع کر دی، دوران گفتگو میں وہ بار بار جماعت کے ان دوستوں کی طرف جو اس وقت مجلس میں موجود تھے اشارہ کریں کہ یہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اتنا ایمان نہیں رکھتے جتنا میں ایمان رکھتا ہوں میں نے آپ کی کتابوں اور اشتہاروں وغیرہ کو خوب غور سے پڑھا ہے اور میں جانتا ہوں کہ نبوت اور کفر و اسلام وغیرہ مسائل کے بارہ میں آپ کے عقائد درست نہیں ہیں۔ جب وہ اپنی بات ختم کر چکے تو میں نے ان سے کہا میاں صاحب! اس میں مشکل بات کونسی ہے۔ لاہور میں وہ لوگ موجود ہیں جو یہی عقائد رکھتے ہیں آپ جائیں اور ان کی بیعت کر لیں۔ وہ کہنے لگے کہ بیعت کرنی ہوگی تو یہیں کریں گے وہاں کیوں کریں۔ تو باوجود اس کے کہ ہم باتیں وہ کہتے ہیں جن کو ماننا بظاہر بڑا مشکل نظر آتا ہے مگر لوگ پھر بھی ادھر ہی آتے ہیں اُدھر نہیں جاتے پس مظہر الحق میں اس امر

کی طرف اشارہ ہے کہ وہ ایسے عقاید پیش کرے گا جو الحقُّ مُرٌّ کے ماتحت بظاہر کڑوے اور تکلیف دہ ہوں گے اور سمجھا یہ جائے گا کہ اگر ہم نے ان عقائد کو مانا تو لوگ ہمارے مخالف ہو جائیں گے اور ہماری تکالیف پہلے سے بڑھ جائیں گی لیکن باوجود اس کے وہ ایسی باتیں پیش کرے گا جو غصہ دلانے والی اور جذبات کو بھڑکانے والی ہوں گی مگر پھر بھی اللہ تعالےٰ اسے کامیابی عطا فرمائے گا اور وہ مظہر العلےٰ قرار پائے گا گویا باوجود اس کے کہ اس کی باتیں بظاہر کڑوی ہوں گی جیسے کہا جاتا ہے الحقُّ مُرٌّ سچی بات انسان کو کڑوی معلوم ہوتی ہے پھر بھی لوگ اس کی کڑوی چیز پئیں گے۔ دوسروں کے میٹھے شربت کو اپنا مونہہ نہیں لگائیں گے۔

جب بھی خدا تعالےٰ کی طرف سے کوئی شخص دنیا کی اصلاح کے لئے کھڑا کیا جاتا ہے خواہ وہ مامور ہو یا غیر مامور اور اسے کسی خاص مقصد اور مدعا کے لئے دنیا میں ظاہر کیا جائے تو قرآن کریم کے محاورہ کے مطابق اس کا آنا خود اللہ تعالےٰ کا آنا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ (النحل) جب اللہ تعالےٰ کی طرف سے کوئی شخص کھڑا کیا جاتا ہے تو اس کا مقابلہ ضرور ہوتا ہے مگر ایسے مقابلہ میں کوئی انسانی طاقت دشمن کو تباہ نہیں کر سکتی ان کے قلعے مضبوط ہوتے ہیں اور وہ آسانی سے ان میں پناہ گزین ہو جاتے ہیں پس جب قلعہ مضبوط ہو تو اس صورت میں قاعدہ یہی ہے کہ نیچے سے سرنگ لگا کر اس میں داخل ہونے کی کوشش کی جاتی ہے پس اللہ تعالےٰ فرماتا ہے حق کے مقابلہ کے وقت بظاہر دشمن یہ سمجھتا ہے کہ اس کا قلعہ فتح نہیں ہو سکتا۔ کوئی طاقت اس کی دیواروں کو توڑ نہیں سکتی مگر جب وہ یہ سمجھ رہا ہوتا ہے تو اتی اللّٰہُ بنیانھم اللہ تعالےٰ بنیادوں میں سے نکل کر ان کے قلعہ کو پاش پاش کر دیتا اور مخالفین کو تباہ و برباد کر دیتا ہے پس مظہر الحق والعلیٰ میں جس امر کی طرف اشارہ کیا گیا تھا اسے كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ میں واضح کر دیا۔ اور بتا دیا کہ اسکی کامیابی معمولی نہیں ہوگی بلکہ اس کے ذریعہ کفر کی بنیاد بالکل گرا دی جائے گی۔ گویا یہ الفاظ اس کی کامیابی کی تکمیل کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ اس کے ساتھ مل کر دشمن کی بنیادوں کو ہمیشہ کے لئے اکھیڑ کر رکھ دے گا۔

یہ تو پیشگوئی کے ان الفاظ کے معنے ہیں لیکن اگر ہم حقیقت کو دیکھیں تو بعض پیشگوئیاں ایسی ہوتی ہیں جو ان تمام لوگوں میں مشترک ہوتی ہیں جن کے سپرد اللہ تعالےٰ اصلاحِ عالم کا کام کرتا ہے۔ خواہ وہ انبیاء ہوں یا غیر انبیاء۔ اگر انبیاء ہوں گے تب بھی ان کا آنا كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ کا مصداق ہوگا اور اگر غیر انبیاء ہوں گے لیکن اللہ تعالےٰ ان سے اصلاح کا کام خاص طور پر لینا چاہے گا تو ان کا آنا بھی كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ کا مصداق ہوگا گویا انبیاء اور وہ سب لوگ جو ان انبیاء کے تابع ہو کر اصلاحِ خلق کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ ان سب پر یہ الفاظ استعمال ہو سکتے ہیں کیونکہ اگر وہ کھڑے ہوں اور اپنے کام میں

کامیاب نہ ہوں تو دشمن کو اعتراض کا موقع مِل سکتا ہے اور وہ غرض فوت ہو جاتی ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ انھیں کھڑا کرتا ہے پس کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ کا ظہور ہر نبی یا اس کے خاص اتباع کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اگر اللہ تعالیٰ آسمان سے نہ اترے تو دلوں کی اصلاح کس طرح ہو سکتی ہے

اسی طرح اِن الفاظ میں اس امر کی طرف بھی اشارہ ہے کہ اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی ہستی پر زندہ ایمان لوگوں کے قلوب میں پیدا ہو جائے گا اور اسلام کی صداقت پر کامل یقین اور ایمان انہیں حاصل ہو جائے گا"

[ملفوظات حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۱۵ اپریل ۱۹۴۴ء مندرجہ الفضل ۲۵ اپریل ۱۹۴۴ء]

نشانوں کی شناخت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"نشانوں کی ایک حد ہوتی ہے اور ان کی شناخت کے لئے ایک قوتِ شامہ دی جاتی ہے۔ جو وہ قوت نہیں رکھتا جس سے اُس کو پہچانے اس کے سامنے خواہ کتنے ہی نشان ظاہر ہوں وہ کوئی فائدہ نہیں اُٹھا سکتا۔ اسلام کی سچائی پر یوں تو ہر زمانہ میں لاکھوں تازہ بہ تازہ نشان ہوتے ہیں مگر کیا یہ نشان بجائے خود کم ہے کہ جس توحید کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم لائے ہیں اور جس شرک و بدعت کو آپ نے دُور کیا ہے دنیا میں کبھی کسی مذہب نے نہیں کیا۔ ایک عقلمند کیلئے تو یہ نشان ایسا عظیم الشان ہے کہ اس کی نظیر نہیں ملتی۔ لیکن ایک غبی اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔" (الحکم ۱۷ مئی ۱۹۰۴ء)

جوہرِ قابل کے لئے خدا کا مقرر کردہ قانون

(مکرم پروفیسر شیخ محبوب عالم صاحب خالد ایم اے۔ قائد عمومی مجلس مرکزیہ)

مومنوں پر ابتلا آتے ہیں انھیں مصائب میں سے گزرنا پڑتا ہے اور مشکلات برداشت کرنا پڑتی ہیں کیونکہ اللہ تعالےٰ یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ ایمان کے دعویٰ میں وہ کہاں تک سچے ہیں اور وہ خدا تعالےٰ کے وعدوں اور اس کی قدرتوں پر یقین رکھتے ہیں یا نہیں کمزور ایمان والے اور وہ جنہیں خدا تعالےٰ کے وعدوں پر یقین نہیں ہوتا اور جو خدا تعالےٰ کی قدرتوں کے قائل نہیں ہوتے اس آزمائش میں پورے نہیں اترتے ان کے قدم پھسل جاتے اور ٹانگیں لڑکھڑا جاتی ہیں اور وہ جادۂ استقامت سے ہٹ جاتے ہیں مگر وہ جو سچے دل سے ایمان لاتے ہیں اور خدا کے وعدوں پر یقین کامل رکھتے ہیں اور یہ حسن ظن رکھتے ہیں کہ خدا تعالےٰ انھیں ضائع نہیں کرے گا انہیں یقین ہوتا ہے کہ نامساعد حالات کے باوجود خدا تعالےٰ ان کی ضرور مدد کرے گا تب اللہ تعالےٰ بھی ان سے وہی سلوک کرتا ہے جس کی وہ اس سے توقع رکھتے ہیں حدیث شریف میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ اللہ تعالےٰ فرمایا اَنَا بِظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ میں اپنے بندے سے وہی سلوک کرتا ہوں جس کی وہ مجھ سے توقع رکھتا ہے خدا تعالےٰ انہیں ان مصائب سے نجات دیتا اور ان کی مدد کرتا ہے اور ان کا خود حافظ و ناصر اور کفیل ہو جاتا ہے اور انھیں کامیابی کی راہ پر گامزن کر دیتا ہے مگر اس کے لئے شرط یہی ہے کہ وہ صمیم قلب سے اقرار کریں کہ رَبُّنَا اللّٰہ اور پھر وہ اس پر استقامت اختیار کریں۔

خدا تعالےٰ کی قدرتوں کے وہ لوگ قائل نہیں ہوتے جو مشکلات میں خدا تعالےٰ کی طرف دیکھنے کی بجائے کسی اور پر نگاہ رکھیں یا خدا تعالےٰ کی ہستی کے دل سے قائل نہ ہوں گو بظاہر مومنوں کی ہاں سے ہاں ملا رہے ہوں ایسے لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:۔

وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ	اللہ تعالےٰ منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک
وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ الظَّآنِّيْنَ بِاللّٰهِ	مردوں اور مشرک عورتوں کو سزا دے گا جو اللہ تعالےٰ کی قدرتوں
ظَنَّ السَّوْءِ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ	میں شک کرتے اور اس پر یہ بدظنی کرتے ہیں کہ وہ اپنے وعدے

وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ۖ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۔ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۖ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۔ (الفتح ع ۱)	پورا کرنے اور ان کی مدد کرنے پر قادر نہیں وہ اس بدظنی کی سزا بھگتیں گے اللہ تعالیٰ کا غضب ان پر نازل ہوگا اور ان پر لعنت بھیجے گا اور ان کے لئے جہنم تیار رکھے گا ایسے لوگوں کا انجام بہت برا ہوگا وہ لوگ یہ نہیں جانتے کہ آسمانوں اور زمینوں کے لشکر (یعنی مدد و نصرت کے تمام تر ذریعے) اسی کے قبضہ میں اور اسی کی ملک ہیں اور اللہ ہر بات پر قادر ہے اور جو کام وہ سرانجام دینا چاہتا ہے اس کیلئے مناسب ذریعے اور اسباب وہ خود پیدا کر لیتا ہے

ان آیات میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کے متعلق بدظنی سے کام لینا اور یہ سمجھنا کہ وہ ہمیں مشکلات سے نجات دینے کی قدرت نہیں رکھتا منافقوں اور مشرکوں کا کام ہے جو سچے دل سے خدا تعالیٰ کی قدرتوں پر ایمان نہیں رکھتے اور اس پر بدظنی کرتے ہوئے یہ سمجھتے ہیں کہ وہ انہیں بچانے کی صلاحیت اور قدرت نہیں رکھتا ان کے مقابل پر وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کی ہستی اور اس کی قدرتوں پر کامل ایمان رکھتے ہیں اور اس کے وعدوں پر یقین رکھتے ہیں اور اس پر استقامت اختیار کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث اور اس کی مدد و نصرت اور تائید غیبی کے حامل ہوتے ہیں مصائب مشکلات اور ابتلاء ان کے ایمان کو کمزور نہیں کرتے بلکہ ان کے نتیجہ میں زندہ خدا کے زندہ نشانات دیکھ کر خدا در خدا پر ان کا ایمان اور زیادہ مضبوط ہو جاتا ہے اور وہ اور زیادہ پھلتے پھولتے اور ترقی کرتے چلے جاتے ہیں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"پس یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کو کبھی ضائع نہیں کرتا چنانچہ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ...... خدا کے محبوبوں کو تکالیف آتی ہیں ان کی تکالیف میں ایک لطیف سِرّ ہوتا ہے ان پر اس لئے سب سے زیادہ تکالیف اور مصائب نہیں آتی ہیں کہ تباہ ہو جائیں بلکہ اس لئے کہ تا زیادہ سے زیادہ پھل اور پھول میں ترقی کریں۔ دیکھو دنیا میں ہر جوہر قابل کے لئے خدا نے یہی قانون ٹھہرایا ہے کہ اول وہ صدمات کا تختۂ مشق بنایا جاتا ہے کسان زمین میں ہل چلا کر اس کا جگر پھاڑتا ہے اور اس مٹی کو باریک کرتا ہے یہاں تک کہ ہوا کے جھونکے اسے اِدھر اُدھر اڑائے لئے پھرتے ہیں۔ نادان خیال کرے گا کہ زمیندار نے بڑی غلطی کی جو اچھی بھلی زمین کو خراب کر دیا مگر عقلمند خوب سمجھتا ہے کہ جب تک زمین کو اس درجہ تک نہ پہنچایا جائے وہ پھل پھول پیدا کرنے کی قابلیت کے جوہر نہیں

دکھا سکتی۔ اسی طرح اس زمین میں بیج ڈال دیا جاتا ہے جو خاک میں مل کر بالکل مٹی کے قریب قریب ہو جاتا ہے۔ لیکن کیا وہ دانے اس لئے مٹی میں ڈالے جاتے ہیں کہ زمیندار ان کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے؟ نہیں نہیں وہ دانے اس کی نگاہ میں بہت ہی بیش قیمت ہیں اس کی غرض ان کو مٹی میں گرانے سے صرف یہ ہے کہ وہ پھلیں اور پھولیں اور ایک ایک کی بجائے ہزار ہزار ہو کر نکلیں جب کہ ہر فانی کے لئے خدا نے یہی قانون رکھا ہے وہ اپنے خاص بندوں کو مٹی میں پھینک دیتا ہے اور لوگ ان کے اوپر چلتے ہیں اور پیروں کے نیچے کچلتے ہیں مگر کچھ وقت نہیں گزرتا کہ وہ اس سبزہ کی طرح (جو خس و خاشاک میں دبے ہوئے دانے سے نکلتا ہے) نکلتے ہیں اور ایک عجیب رنگ اور آب کے ساتھ نمودار ہوتے ہیں جو ایک دیکھنے والا تعجب کرتا ہے۔ یہی قدیم سے برگزیدہ لوگوں کے ساتھ سنت اللہ ہے کہ وہ ورطۂ عظیمہ میں ڈالے جاتے ہیں لیکن نہ اس لئے کہ غرق کئے جائیں بلکہ اس لئے کہ ان موتیوں کے وارث ہوں جو دریائے وحدت کی تہہ میں ہیں وہ آگ میں ڈالے جاتے ہیں نہ اس لئے کہ جلائے جائیں بلکہ اس غرض کے لئے کہ خدا تعالیٰ کی قدرت کا تماشہ دکھایا جائے۔ غرض ان سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے اور ہنسی کی جاتی ہے ان پر لعنت کرنا ثواب کا کام سمجھا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ خدا تعالیٰ اپنا جلوہ دکھاتا ہے اور اپنی نصرت کی چمکار دکھاتا ہے اس وقت دنیا کو ثابت ہو جاتا ہے اور غیرت الٰہی اس غریب کے لئے جوش مارتی ہے اور ایک ہی تجلّی میں اعداء کو پاش پاش کر دیتی ہے۔ سو اوّل نوبت دشمنوں کی ہوتی ہے اور آخر میں اس کی باری آتی ہے اس طرف خدا تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے وَالْعَاقِبَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ پھر خدا تعالیٰ کے مامورین پر مصائب اور مشکلات کے آنے کا ایک یہ بھی سِر ہوتا ہے تا ان کے اخلاق کے نمونے دنیا کو دکھائے جاویں اور اس عظیم الشان بات کو دکھائے جو ایک معجزہ کے طور پر ان میں ہوتی ہے۔" (ملفوظات جلد دوم صفحہ ۳۰۵-۳۰۷)

آج ہم ایک مشکل دور میں سے گزر رہے ہیں۔ مگر یہ مشکلات ہمارے ایمان کو کمزور نہیں کر پائیں۔ وابستگان احمدیت اور مخلصین جماعت کی تعداد خدا کے فضل سے پہلے سے کہیں زیادہ ہے اور نہ صرف پاک و ہند میں بلکہ ممالک شرق و غرب میں نئی جماعتیں کثرت سے قائم ہو رہی ہیں جماعت کی مالی قربانیاں خدا کے فضل سے پہلے سے کہیں بڑھ رہی ہیں۔ اور تبلیغ اسلام کے لئے ان کی مساعی پہلے سے کہیں زیادہ بابرکت ثابت ہو رہی ہیں۔ حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کی طویل علالت کے باوجود خلافت سے ان کی گہری عقیدت اور محبت مرکز سلسلہ سے ان کی شدید وابستگی نظام سلسلہ کا بے حد احترام، اخلاص و ایمان میں نمایاں ترقی اور خدمت دین کے لئے ان کی شدید تڑپ ان کی ہر

حرکت و سکون سے عیاں ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِىْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ

اے ہمارے رب ہم نے تیرے فرستادہ کی آواز پر لبیک کہا اور تیرے وعدوں اور تیری قدرتوں پر سچے دل سے ایمان لائے۔ اے اللہ ہمارے گناہ بخش اور چشم پوشی فرما اور ہماری رہنمائی اور مدد و نصرت فرما۔ اس طرح کہ ہم میں سے ہر ایک کے لئے ہر آنے والا دن پہلے دن سے کہیں بہتر اور ہمارا ہر قدم ترقی کی طرف ہو۔ ہم سب مل کر تیری خوشنودی کی راہ پر گامزن ہوں اور ہمارا خاتمہ بالخیر ہو۔ اے خدا تو نے اپنے فرستادہ سے اسلام کے غلبہ اور فتح و نصرت کے جو وعدے کر رکھے ہیں انھیں جلد پورا کر اور اسلام کے غلبہ کا دن جلد لا۔ بے شک تو سچے وعدوں والا ہے۔

وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا - اٰمین یا رب العالمین - اٰمین -

---

انسانی فطرت کا خاصہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"انسانی فطرت تو تازہ بتازہ نشانات دیکھنا چاہتی ہے مجھے ان خشک موحدوں پر افسوس ہی آتا ہے جو یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ اب خوارق کا کوئی نشان نہیں اور نہ ان کی ضرورت ہے۔ خشک زندگی سے تو مرنا بہتر ہے۔ اگر خدا تعالےٰ نے اپنے فضل کو بند کر دیا ہے اور قفل لگا دیا ہے تو پھر اھدنا الصراط المستقیم کی دعا تعلیم کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ یہ تو وہی بات ہوئی کہ ایک شخص کی مشکیں باندھ دی جاویں اور پھر اس کو مارئیں کہ تو اب چل کر کیوں نہیں دکھاتا۔ بھلا وہ کس طرح چل سکتا ہے فیوض و برکات کے دروازے تو خود بند کر دیئے اور پھر یہ بھی کہہ دیا کہ اھدنا الصراط المستقیم کی دعا ہر روز ہر نماز میں کئی مرتبہ مانگا کرو۔ اگر قانون قدرت یہ رکھا تھا کہ آپ کے بعد معجزات اور برکات کا سلسلہ ختم کر دیا تھا اور کوئی فیض اور کوئی برکت کسی کو ملنا ہی نہیں تھی تو پھر اس دعا سے کیا مطلب" (الحکم ۳۱ مئی ۱۹۰۳ء)

صحابہ کرامؓ کی فدائیت اور سادہ معاشرت

(مکرم چوہدری انور حسین صاحب ایڈووکیٹ شیخوپورہ)

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور آپ کے ذریعہ رونما ہونے والے انقلاب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے :۔

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ
رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ
اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ
الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ اِنْ
كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ
مُّبِيْنٍ ۙ وَّ اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا
يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ
الْحَكِيْمُ ۝

(سورہ الجمعہ آیات ۳، ۴)

(یہ خدا ہے جس نے ایک ان پڑھ قوم کی طرف انہی میں سے ایک شخص کو رسول بنا کر بھیجا ہو (باوجود ان پڑھ ہونے کے) ان کو خدا کے احکام سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے گو وہ اس سے پہلے بڑی بھول میں تھے اور ان کے سوا ایک دوسری قوم میں بھی وہ اس کو بھیجے گا جو ابھی تک ان سے ملی نہیں اور وہ غالب اور حکمت والا ہے۔

ان آیات کے آخر میں جیسا کہ وَ اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ سے ثابت ہے آخری زمانہ میں مسیح موعود کے مبعوث ہونے اور اس پر ایمان لانے والے مثیلِ صحابہؓ کی جماعت کا ذکر کیا گیا ہے۔ جب یہ آیات نازل ہوئیں تو صحابہ کرامؓ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ یہ اٰخرین کون ہیں ؟ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ آخری زمانہ میں اگر ایمان ثریا پر بھی چلا گیا تو اہل فارس میں سے ایک شخص یا ایک سے زیادہ اشخاص اسے دوبارہ زمین پر واپس لے آئیں گے۔ اس پیشگوئی کے عین مطابق اس آخری زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مبعوث ہو کر ایک ایسی جماعت قائم فرمائی جو مثیلِ صحابہؓ کی جماعت ہوتے ہوئے اٰخرین منھم کی مصداق ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں ؎ صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا۔ یہ اللہ تعالےٰ کا

خاص فضل اور اس کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمیں اس جماعت میں شامل ہونے کا شرف بخشا ہے اس شرف کو برقرار رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنے اندر ایک النبی عظیم الشان تبدیلی پیدا کریں کہ عنداللہ ہم صحیح معنوں میں مثیل صحابہؓ کی جماعت میں شمولیت کے اہل قرار پاسکیں۔ اس لحاظ سے صحابہ کرام رضؓ کی سیرۃ و کردار عملی نمونے اور عظیم الشان کارناموں کا بالاستیعاب مطالعہ ہمارے لئے ازبس ضروری ہے اس کے بغیر ہم اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے

صحابہ کرامؓ کے بلند مدارج

جہاں تک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شاندار قربانیوں ان کے محاسن اور کارناموں کا تعلق ہے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک عربی قصیدہ کے چند اشعار کا اردو ترجمہ یہاں درج کرتا ہوں آپ اپنے آقا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے آپ کے صحابہؓ کی مدح میں فرماتے ہیں :-

- دانش مندوں نے آپؐ کی پیروی کی اور اپنے صدق کی وجہ سے اپنے مالوف وطنوں کی یاد تک کو خیر باد کہہ دیا۔
- انھوں نے آپؐ کی ذات بابرکات کو مقدم کرلیا۔ چنانچہ اپنے دوستوں کو چھوڑ دیا اور اپنے بھائیوں کے حلقہ سے دور ہو گئے۔
- وہ اپنی خواہشوں کو ترک کرکے اپنی نفسانیت سے بالکل الگ ہو گئے اور انھوں نے ہر قسم کے فانی اموال اور جائدادوں سے بیزاری اختیار کرلی۔
- اُن پر آپ کی صداقت کے واضح دلائل ظاہر ہوئے جس کے نتیجہ میں ان کی نفسانی خواہشات بھی ان کے بتوں کی طرح ٹکڑے ٹکڑے ہو گئیں۔
- انھوں نے اپنے نفسوں کے گھروں کو خوب صاف کیا۔ اور پھر یقین اور ایمان کی دولت کو لینے کے لئے جلدی جلدی آگے بڑھے۔
- ان لوگوں کے خون محبت کی راہ میں ثابت قدمی کی وجہ سے تلواروں کی دھاروں کے نیچے قربانی کے جانوروں کی طرح بہائے گئے اور انھوں نے اُف تک نہ کی۔
- حق یہ ہے کہ آپؐ نے انہیں ایک ایسی قوم پایا جو گوبر کی طرح ذلیل تھی پھر آپؐ نے اسے خالص سونے کی ڈلی میں تبدیل کر دکھایا۔

صحابہ کرامؓ کی زندگیوں میں یہ عظیم الشان روحانی انقلاب اس وجہ سے رونما ہوا کہ انھوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور اتباع اور آپؐ کی ذاتِ والاصفات سے محبت وعشق کو اس کمال تک پہنچایا کہ فنا کی حد تک پہنچ گئے۔ اتباع اور محبت رسولؐ میں کمال کی اس کیفیت نے ان کے دلوں میں محبت الٰہی کی ایک ایسی آگ سلگائی کہ وہ دنیا اور اس کی ہر چیز سے دل برداشتہ ہو کر ہمہ تن خدا ہی کے ہو گئے اور ان کی زندگیاں بھی اِنَّ صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للّٰہ رب العٰلمین کی آئینہ دار بن گئیں۔ اس محبت الٰہی کے سرچشمہ سے اخلاق فاضلہ کے ایسے کرشمے پھوٹے کہ ان کی مثال تاریخ عالم پیش کرنے سے قاصر ہے چند ایک کرشموں کا ذکر مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر ذیل میں کرتا ہوں

اخلاص و فدائیت

حضرت سعد بن ربیعہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نہایت مخلص اور فدائی صحابی تھے جنگ احد میں وہ شدید طور پر مجروح ہوئے حضورؐ کو پتہ چلا تو حضورؐ نے حضرت ابی بن کعبؓ کو انھیں تلاش کرنے اور ان کا حال دریافت کرنے کے لئے بھیجا۔ حضرت ابی بن کعبؓ تلاش کرتے ہوئے بڑی مشکل سے ان کے پاس پہنچے حضرت سعدؓ اس وقت نزع کی حالت میں تھے ان کو اس حالت میں دیکھ کر حضرت ابی بن کعبؓ نے کہا اگر کسی کے نام کوئی پیغام دینا ہو تو دے دو۔ انہیں خیال ہوگا کہ شاید یہ اس حال میں کہ اب دنیا سے رخصت ہو رہے ہیں اپنے بیوی بچوں یا عزیزوں کے نام کوئی پیغام دیں۔ ایسے موقع پر بیوی بچوں کے مستقبل، عزیز و اقارب اور جائداد وغیرہ کے اہتمام و انصرام کا خیال آنا ایک طبعی امر ہے بالخصوص ایک دنیادار آدمی تو ان امور کا خیال کئے اور اس بارہ میں تشویش کا اظہار کئے بغیر رہ ہی نہیں سکتا۔ لیکن سعد بن ربیعہؓ کو اس وقت نہ بیوی بچوں کے مستقبل کا خیال آیا نہ عزیز و اقارب کا اور نہ مال و منال اور جائداد کی تقسیم اور اس کے انتظام کا ان چیزوں کو تو وہ جہاد پر روانہ ہونے سے پہلے ہی خدا کے سپرد کر چکے تھے۔ اس مردِ وفا سرشت اور پیکر محبت وعشق نے درد وکرب اور نزع کی اس حالت میں جان جانِ آفرین کے سپرد کرتے ہوئے الوداعی پیغام دیا تو یہ کہ میرے مسلمان بھائیوں کو میرا سلام پہنچانا اور میری قوم سے یہ کہنا کہ اے میری قوم کے لوگو! رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم بہت ہی قیمتی امانت ہیں۔ جب تک ہم زندہ رہے ہم نے ہر طرح سے آپؐ کی حفاظت کی اب ہمارے بعد یہ تمہاری ذمہ داری ہے کہ تم اس امانت کی حفاظت کرو۔ اپنی جانوں سے اس امانت کی حفاظت کرنا اور کوئی تکلیف یا کوئی گزند نہ پہنچنے دینا۔

جنگِ احد ہی کا ایک اور واقعہ ہے۔ جنگ ختم ہونے کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کے ساتھ

مدینہ واپس تشریف لے جا رہے تھے۔ ادھر یہ افواہ پھیل چکی تھی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے شہادت پائی ہے۔ یہ خبر سن کر مدینہ کی عورتیں گھبراہٹ کے عالم میں شہر سے باہر آ کر راستہ میں کھڑی ہو گئیں کہ ادھر سے آنے والے لوگوں سے جنگ کا حال پوچھیں۔ ایک انصاری عورت نے ایک صحابی رضی سے جو جنگ سے واپس آ رہے تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق دریافت کیا کہ کیا حضور خیریت سے ہیں اُس صحابی کو علم تھا کہ حضور بخیریت ہیں تاہم انھوں نے جواب دیا کہ تمہارا باپ جنگ میں شہید ہو گیا ہے مگر اس انصاری عورت نے اس خبر کو کوئی اہمیت نہ دی اور اس پر کان نہ دھرتے ہوئے بڑے اضطراب سے کہا تم مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق بتاؤ کہ حضور بخیریت ہیں یا نہیں۔ انھوں نے کہا اے خاتون! تمہارا بھائی بھی شہید ہو گیا ہے۔ اُس عورت نے اس کی بھی پرواہ نہ کرتے ہوئے جھنجھلا کر بڑی بے تابی سے کہا میں کیا پوچھ رہی ہوں اور تم جواب کیا دے رہے ہو۔ میں کہتی ہوں تم مجھے بتاؤ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بخیریت ہیں یا نہیں اس پر انھوں نے کہا حضور بخیریت ہیں۔ یہ سنتے ہی اُس انصاری عورت کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا اور اس نے انتہائی خوشی کے عالم میں بے ساختہ کہا اگر آپ زندہ ہیں تو سب مصائب ہیچ ہیں۔

قربانی و ایثار کا عدیم النظیر جذبہ

قربانی و ایثار ایک ایسا خُلق ہے کہ جس سے قوموں میں محبت و اخوت قائم رہتی ہے اور اعلےٰ مقاصد کا حصول ان کے لئے آسان ہو جاتا ہے اِس خلق کے اظہار میں بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اس اوج کمال کو پہنچے ہوئے تھے کہ تاریخ عالم میں اس کی مثال ڈھونڈنا لاحاصل ہے۔ ان سے جو اخلاقی معجزات صادر ہوئے ان کی فہرست بہت طویل ہے چند ایک کے ذکر پر ہی اکتفا کرتا ہوں

عیسائیوں کے ساتھ ایک جنگ میں حضرت عکرمہ رضی بن ابی جہل، حضرت حارث بن ہشام رضی اور حضرت سہیل بن عمر رضی بھی شریک تھے ایک موقعہ پر صحابہ رضی نے فیصلہ کیا کہ یک دم دشمن کے قلب پر حملہ کیا جائے تاکہ وہ آئندہ مسلمانوں پر حملہ کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔ جو لوگ اس غرض کے لئے چنے گئے ان میں یہ تینوں صحابہ رضی بھی شامل تھے۔ تاریخ میں آتا ہے کہ جس طرح عقاب شکار پر جھپٹتا ہے اسی طرح یہ لوگ دشمن پر حملہ کر کے قلب لشکر میں پہنچ گئے۔ یہ لوگ صرف ساٹھ تھے اور دشمن کا لشکر ساٹھ ہزار کی تعداد میں تھا۔ مگر یہ ساٹھ آدمی صفوں کو چیرتے اور دشمنوں کو قتل کرتے ہوئے اندر گھستے چلے گئے حتیٰ کہ انھوں نے عیسائی فوج کے جرنیل کو مار دیا۔ جرنیل کا مرنا تھا کہ فوج کے پاؤں اکھڑ گئے۔ اور وہ بھاگ کھڑی ہوئی۔ چونکہ صحابہ رضی ساٹھ ہزار تلواروں میں سے گزر رہے تھے اس لئے زخمی ہو کر گر پڑے وہ گرم ملک تھا اور وہ لڑے بھی بڑی بے جگری سے تھے

اس لئے انھیں بڑی شدت سے پیاس لگی ہوئی تھی۔ زبانیں ان کی باہر نکلی ہوئی تھیں اور وہ پانی کے لئے تڑپ رہے تھے۔ جنگ کے ختم ہونے کے بعد جب مسلمان ان کی خبر لینے کے لئے گئے تو انھوں نے ان میں سے بعض کو اس حال میں وہاں پڑا پایا۔ ایک مسلمان سپاہی نے ان میں سے حضرت عکرمہؓ کو پہچان لیا اور وہ پانی کی چھاگل لے کر دوڑتا ہوا سب سے پہلے آپ ہی کے پاس پہنچا۔ جونہی آپ نے پانی کی طرف ہاتھ بڑھایا آپ کی نگاہ حضرت سہیلؓ پر پڑی۔ وہ حسرت بھری نگاہوں سے پانی کی طرف دیکھ رہے تھے۔ حضرت عکرمہؓ کی اسلامی اخوت اور جذبہ ایثار نے برداشت نہ کیا کہ وہ پہلے پانی پی لیں اور ان کا بھائی پیاس کی شدت سے تڑپتا رہے آپ نے فوراً ہی کہا پہلے سہیلؓ کو پانی پلاؤ۔ جب وہ سپاہی پانی لے کر سہیلؓ کے پاس پہنچا تو انھوں نے یہ دیکھ کر کہ حضرت ہشامؓ بھی پانی کے لئے تڑپ رہے ہیں پہلے انھیں پانی پلانے کے لئے کہا۔ جب پانی حضرت ہشامؓ کے پاس پہنچا تو انھوں نے ایک اور زخمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا میرا وہ بھائی زیادہ مستحق ہے پہلے اسے پانی دو۔ اسی طرح اس زخمی نے اپنی ضرورت پر دوسرے کی ضرورت کو ترجیح دیتے ہوئے اسے ایک اور زخمی کے پاس بھیج دیا۔ غرض وہ مسلمان سپاہی چھاگل لے کر ان میں سے ہر ایک کے پاس گیا۔ لیکن ان میں سے ہر ایک نے دوسرے کو پانی پلانے کے لئے کہا جب وہ آخری مسلمان کے پاس پہنچا تو وہ فوت ہو چکا تھا پھر وہ حضرت عکرمہؓ کے پاس واپس لوٹا تو ان کی جان بھی نکل چکی تھی۔ اور اس دوران میں قریباً سب ہی وفات پا چکے تھے۔

ایک صحابیؓ کا واقعہ ہے کہ وہ اپنے باغ کے گرد دیوار تعمیر کرانا چاہتے تھے لیکن ایک مسلمان کا درخت درمیان میں آتا تھا وہ اپنا درخت دینا پسند نہ کرتا تھا۔ معاملہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک پہنچا۔ آپ نے درخت کے مالک کو حکم دینا تو پسند نہ فرمایا تاہم اس سے کہا اگر تم یہ درخت دے دو تو اس کے عوض میں جنت میں تمہیں ایک باغ ملے گا۔ یہ بات ان صحابیؓ نے بھی سن لی۔ انھوں نے درخت کے مالک سے کہا میرا باغ لے لو اور یہ درخت مجھے دے دو۔ چنانچہ اس نے باغ لے لیا اور درخت دے دیا۔ یہ سودا چکانے کے بعد وہ سیدھے باغ میں اپنی بیوی کے پاس پہنچے اور ان سے کہا یہاں سے جلدی چلو اب یہ باغ ہمارا نہیں ہے میں نے جنت کے عوض یہ باغ ایک اور شخص کو دے دیا ہے وہ بڑی خوشی سے باغ سے باہر آگئیں اور باغ اس شخص کے حوالے کر دیا اور کہا خدا کی قسم یہ بہت ہی نفع مند سودا ہے۔

ایک دفعہ ایسا ہوا کہ ایک یتیم لڑکے نے ایک شخص پر نخلستان کی ملکیت کا دعویٰ کیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مقدمہ سن کر اس یتیم کا دعویٰ مسترد فرما دیا۔ یہ فیصلہ سن کر وہ یتیم رو پڑا۔ یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ اس مجسم شفقت و رحمت پر یتیم کے آنسو اثر نہ کرتے۔ حضورؐ کو اس کی یہ حالت دیکھ کر بہت ترس آیا۔ جس کے

حق میں فیصلہ ہُوا تھا اسے صحیح عرفان حاصل نہ تھا۔ اُس نے نخلستان یتیم کو بخشنے میں تردد کیا۔ ایک اور صحابی نے جو اس وقت وہاں موجود تھے اپنا باغ اس شخص کو دے کر وہ نخلستان اس سے لے لیا اور پھر اسے حضورؐ کی خدمت میں پیش کر کے عرض کیا کہ حضورؐ جس طرح چاہیں مصرف میں لائیں۔ حضورؐ نے وہ اس یتیم کو عطا فرما دیا۔ اس بخشش و عطا پر اسے خوش دیکھ کر حضورؐ بہت مسرور ہوئے

جہاد فی سبیل اللہ میں شمولیت کا شوق

صحابۂ کرامؓ خدا تعالےٰ کی راہ میں جان دینے کے لئے جس طرح بیتاب رہتے تھے وہ بھی اپنی مثال آپ ہے تاریخ عالم میں اس کی نظیر بھی ڈھونڈے سے نہیں مل سکتی۔ طوالت کے خوف سے اس ضمن میں صرف ایک واقعہ ہی درج کرتا ہوں۔

حضرت سعد الاسودؓ ایک غریب صحابی تھے شکل وصورت بھی اچھی نہ تھی۔ انہیں رشتہ کے حصول میں سخت دقت پیش آئی۔ ان کی غربت اور شکل وصورت کی وجہ سے کوئی عورت بھی ان سے شادی کرنے پر آمادہ نہ ہوتی تھی۔ بالآخر حضرت عمر بن وہبؓ کی خوش شکل و خوش سیرت لڑکی نے ان کے ساتھ رشتہ کرنا منظور کر لیا اس قدر تگ و دو کے بعد ایک ہمہ صفت موصوف لڑکی کے ساتھ رشتہ میں کامیابی ان کے لئے غیر معمولی مسرت کا کیوں موجب نہ ہوتی۔ ان کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ رہا دل فرط مسرت سے جھوم اٹھا۔ تقریب رخصتانہ کے سلسلہ میں وہ بیوی کے واسطے بعض تحائف خریدنے کی نیت سے بازار گئے۔ عین اس وقت جب کہ ایک سہانا خواب شرمندہ تعبیر ہوتا دکھائی دے رہا تھا اور دل نہایت ہی خوش آئند آرزوؤں اور امنگوں سے بھرا ہوا تھا اچانک منادی کی آواز سنائی دی وہ کہہ رہا تھا اے خدا کے سپاہیو! جہاد کے لئے سوار ہو جاؤ اور جنت کی بشارت پاؤ۔ اس آواز کا کان میں پڑنا تھا کہ شادی کے سب ولولے ماند پڑ گئے۔ جہاد کا جوش رگوں میں دوڑنے لگا۔ نوعروس کے ساتھ شادی کا خیال ہی دل سے نکل گیا۔ جو رقم گھر سے لے کر چلے تھے اس سے تحائف خریدنے کی بجائے تلوار۔ نیزہ اور گھوڑا خرید لیا۔ جہاد میں شامل ہوئے اور شہادت پائی۔ نوعروس سے ہم آغوش ہونے کی بجائے عروس تیغ سے ہمکنار ہوئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو آپ لاش پر تشریف لے گئے سر گود میں رکھ لیا اور دعا فرمائی پھر ان کا سامان ان کی بیوی کے پاس بھجوا دیا۔

صحابہ کرامؓ کی سادہ معاشرت

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زندگیوں کا نمایاں پہلو ان کی سادہ معاشرت ہے۔ وہ شان و شوکت

نمود و نمائش اور تکلفات سے کوسوں دور تھے۔ سادگی ان کا طرۂ امتیاز تھی۔ تکلفات ہمیشہ تمدنی مشکلات کو جنم دینے کا موجب ہوا کرتے ہیں اور ان میں پڑ کر انسان دین کی راہ میں قربانی کرنے سے محروم ہو جاتا ہے۔ دین کی راہ میں صحابہ کرامؓ کی عدیم النظیر قربانیوں اور عظیم الشان کارناموں کا راز یہی تھا کہ ان کی زندگیاں تکلفات سے یکسر مبرا ہوتے ہوئے بالکل سادہ تھیں۔ اپنے اس وصف کی بدولت وہ بڑی سے بڑی مصیبت کو بھی ہنسی خوشی جھیل جاتے تھے۔

مثال کے طور پر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدائن کے گورنر تھے اتنے بڑے عہدہ پر فائز ہونے کے باوجود آپ کا لباس اس قدر سادہ ہوتا تھا کہ ظاہری ہیئت سے کوئی اندازہ نہ لگا سکتا تھا کہ آپ گورنر ہیں۔ ایک دفعہ ایک شخص نے بازار سے گھاس کا ایک گٹھا خریدا۔ اس نے آپ کو مزدور سمجھ کر گٹھا آپ کے سر پر رکھ دیا۔ آپ اٹھا کر اس کے ساتھ چل پڑے۔ کسی واقف نے کہا یہ تو ہمارے امیر اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔ یہ سن کر وہ آدمی سخت شرمندہ ہوا اور معذرت کی اور آپ سے گٹھا لینے لگا۔ آپ نے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں۔ اب تو میں یہ بوجھ گھر تک پہنچاؤں گا۔ چنانچہ اس کے اصرار کے باوجود آپ نے گٹھا اسے نہ دیا اور گھر پر پہنچ کر ہی اتارا۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ بہت ہی بلند مرتبہ صحابی تھے۔ مگر بہت ہی سادگی پسند اور بے تکلف تھے، ایک دفعہ بعض صحابہؓ آپ سے ملنے آئے۔ آپ اس وقت اندر بیٹھے سرکہ کے ساتھ روٹی کھا رہے تھے، کمال بے تکلفی کے ساتھ سرکہ اور روٹی لے کر باہر تشریف لے آئے اور انھیں بھی شریک طعام ہونے کی دعوت دی۔ چنانچہ انہوں نے بھی آپ کے ساتھ بیٹھ کر یہ سادہ غذا کھائی اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دفعہ اپنی بیٹی حفصہؓ کے ہاں تشریف لے گئے انھوں نے سالن میں زیتون کا تیل ڈال کر پیش کیا۔ آپ نے فرمایا میں دو سالن ہرگز نہ کھاؤں گا۔ اللہ اللہ! آپ نے اس بات کو بھی تکلف جانا کہ سالن میں زیتون کا تیل ملایا جائے۔ چنانچہ سادہ سالن سے ہی روٹی تناول فرمائی

صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چلنے کی ضرورت

یہ تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) جنھوں نے عشق الٰہی اور عشق رسولؐ میں اپنے وجود کو ہی ختم کر کے رکھ دیا تھا۔ نہ انہیں کسی شان و شوکت کی خواہش تھی نہ کسی عہدہ اور جاہ و منصب کی تڑپ۔ وہ فنا کے مقام پر پہنچے اور اس طرح نئی حیات سے ہمکنار ہو کر دنیا کے پیشوا بنے۔ ان کی ایک ہی خواہش اور ایک ہی تڑپ تھی اور وہ یہ کہ خدا اور خدا کا رسولؐ ان سے راضی

ہو جائے۔ ان کی یہ خواہش بر آئی اور خود اللہ تعالےٰ نے انہیں اپنے کلام پاک میں خوشنودی کا یہ سرٹیفکیٹ عطا فرمایا کہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ

ہمارے لئے جنہیں اللہ تعالےٰ نے مثیل صحابہؓ کے اُس گروہ میں شمولیت کا شرف بخشا ہے جو اٰخرین منہم کا مصداق ہے از بس ضروری ہے کہ ہم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنے آپ کو انہی اوصاف اور انہی اخلاق عالیہ سے متصف کریں جو صحابہؓ کا طرۂ امتیاز تھے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم صحابہؓ کی طرح وہ کھاد بنیں جو مٹی میں مل کر پودوں کی جڑوں کو مضبوط کرتی اور ان کی نشوونما کا موجب بنتی ہے۔ رنگین اور خوشنما پھول اگاتی اور قسم قسم کے پھل پیدا کرتی ہے وہ خود فنا ہو جاتی ہے لیکن درختوں کو شادابی، پھولوں کو رنگینی اور پھلوں کو لذّت و شیرینی عطا کرنے کا موجب بنتی ہے۔ صحابہ کرامؓ کی طرح ہمیں کاخ و ایوان کے نقش و نگار بننے کی ضرورت نہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم بنیاد کا پتھر بنیں جو زمین میں دب کر اور مٹی کے نیچے دفن ہو کر عمارت کی مضبوطی کا ضامن بنتا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

نشانات کا ظاہر ہونا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"نشانات کا ظاہر ہونا یہ ہمارے اختیار میں تو نہیں ہے اور نشانات کوئی شعبدہ باز کی چابکدستی کا نتیجہ تو نہیں ہوتے یہ اللہ تعالےٰ کے فضل اور مرضی پر موقوف ہے۔ وہ جب چاہتا ہے نشان ظاہر کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے فائدہ پہنچاتا ہے"

(الحکم ۱۷ رمئی ۱۹۰۲ء)

دورِ سعادت کی پُرکیف یاد

(محترم ملک نبی محمد صاحب ساکن گھوگھیاٹ میانی ضلع سرگودھا)

یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل اور اس کا احسان ہے کہ اس نے مجھے امام الزمان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانۂ مبارک میں پیدا کیا اور پھر حضور علیہ السلام کے دست مبارک پر بعیت کر کے حضور کے صحابہ میں شمولیت کا شرف بخشا۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک۔ حضور علیہ السلام کا دورِ سعادت وہ عظیم الشان دور ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے الہام میں دور خسروی قرار دیا ہے۔ میں اس دورِ سعادت کی پُرکیف یاد کے طور پر احباب کے ازدیاد ایمان کے لئے بعض واقعات آپ بیتی کے رنگ میں لکھتا ہوں۔ وما توفیقی الا باللّٰہ العظیم۔

حضور علیہ السلام کی بعیت تو میں نے ۱۹۰۱ء میں خط کے ذریعہ کر لی تھی۔ لیکن حضور علیہ السلام کی زیارت کا شرف ۱۹۰۳ء میں نصیب ہوا۔ اور وہ بھی ایک خواب کی بنا پر۔ بذریعہ خط بعیت کرنے کے کچھ عرصہ بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بہت بڑا چبوترہ ہے۔ اس چبوترہ کے گرد بہت سے لوگ ایک دائرہ کی شکل میں جمع ہیں اور مؤدب کھڑے ہوئے ہیں۔ ان لوگوں میں میں بھی شامل ہوں چبوترے کے اوپر چاندی کی دو خوشنما کرسیوں پر دو بزرگ ہستیاں تشریف فرما ہیں۔ دونوں بزرگ جوان اور خوش شکل ہیں۔ ان کے چہروں سے سفید نور کی شعاعیں نکل کر آسمان کی طرف جا رہی ہیں۔ اور اسی طرح ان کی کرسیوں میں سے نور کی شعاعیں پھوٹ رہی ہیں۔ اور آسمان کی طرف بلند ہو رہی ہیں۔ دونوں بزرگ قریباً ہم شکل نظر آتے ہیں۔ البتہ یہ احساس ہے کہ ان میں سے ایک آقا ہے اور دوسرا غلام۔ میرے قریب ہی ایک بزرگ کھڑے ہیں وہ انگلی کے اشارہ سے بتاتے ہیں کہ جو بزرگ دائیں جانب

تشریف فرما ہیں۔ وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور جو بزرگ بائیں جانب بیٹھے ہوئے ہیں وہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ہیں۔ یہ نظارہ دیکھنے کے بعد میری آنکھ کھل گئی میں اللہ تعالےٰ کا شکر بجالایا کہ اس نے محض اپنے فضل سے مجھے بذریعہ رؤیا حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت نصیب کی۔

یہ رؤیا دیکھنے کے بعد میرے دل میں قادیان جانے اور حضور علیہ السّلام کی زیارت کا شرف حاصل کرنے کی شدید خواہش پیدا ہوئی۔ آخر میری امید برآئی اور ۱۹۰۳ء میں محترم بابو فخرالدین صاحب مرحوم رضؓ (والد بزرگوار محترم مولوی محمد یعقوب صاحب فاضل مرحوم) اور محترم حکیم محمد صدیق صاحب ساکن گھوگھیاٹ میانی ضلع سرگودہا کے ہمراہ قادیان روانہ ہوا۔ جب ہم بٹالہ کے اسٹیشن پر پہنچے تو وہاں ہمیں معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مولوی کرم دین بھیں کے مقدمہ کے سلسلہ میں گورداسپور تشریف لے گئے ہوئے ہیں۔ چنانچہ ہم تینوں بٹالہ سے سیدھے گورداسپور پہنچے۔ وہاں حضور علیہ السّلام ایک مکان کے بالا خانہ پر فروکش تھے۔ ہم نے اوپر اطلاع بھجوائی اور ملاقات کے لئے حاضر خدمت ہونے کی اجازت چاہی حضور علیہ السلام نے از راہ شفقت و ذرّہ نوازی اجازت مرحمت فرمائی چنانچہ ہم تینوں بالاخانہ میں پہنچ کر حضور کی زیارت سے شرف یاب ہوئے اور مصافحہ کا شرف بھی حاصل کیا۔ اس وقت حضور علیہ السلام کے پاس حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالےٰ عنہ، حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور ایک اور بزرگ بیٹھے ہوئے تھے خاکسار کو اور حکیم محمد صدیق صاحب کو حضور علیہ السلام نے از راہ شفقت پیار بھی کیا۔ کیونکہ ہم دونوں بچے ہی تھے۔ اس وقت میری عمر بارہ تیرہ سال کے قریب تھی۔

کچھ دیر کے بعد حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ آپ لوگ نیچے جاکر کھانا کھالیں۔ ہم نیچے کے مکان میں گئے اور کھانا کھانے بیٹھے۔ دیکھا کہ پلاؤ پکا ہوا ہے۔ میں نے پلاؤ کا پہلا لقمہ ہی مونہہ میں ڈالا تھا کہ یک دم مجھے اپنا ایک پرانا خواب یاد آگیا۔ کچھ عرصہ پہلے میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ میں ایک بالا خانہ پر گیا ہوں۔ وہاں چار بزرگ تشریف فرما ہیں۔ ان میں سے ایک بزرگ سے جو باقی بزرگوں کی نسبت بڑے ہیں میں نے مصافحہ کیا ہے اور انھوں نے پیار کرنے کے بعد کھانا کھانے کے لئے ارشاد فرمایا ہے اور خواب میں ہی میں نے پلاؤ بھی کھایا ہے۔ لقمہ مونہہ میں ڈالتے ہی اس خواب کا نظارہ میری آنکھوں کے سامنے آگیا اس

وقت مجھے بے انتہا خوشی محسوس ہوئی اس خوشی کے عالم میں میں نے محترم بابو فخر الدین صاحب مرحوم کو جو میرے ساتھ ہی بیٹھے پلاؤ کھا رہے تھے اپنا یہ خواب سنانا شروع کیا۔ میں نے کہا کہ یہ پلاؤ جو اب میں کھا رہا ہوں عرصہ پہلے خواب میں کھا چکا ہوں۔ وہ بزرگ جنہوں نے خواب میں مجھے پیار کرنے کے بعد کھانا کھانے کے متعلق ارشاد فرمایا تھا وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی تھے۔ محترم بابو صاحب مرحوم یہ خواب سن کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا آپ کی خواب تو خوب پوری ہوئی۔

ہمارے کھانا کھانے کے کچھ دیر بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے اصحاب کے ہمراہ کچہری تشریف لے گئے۔ ہم تینوں بھی ساتھ ہو لئے۔ کچہری کے آگے ایک سڑک تھی حضور علیہ السلام اس پر ٹہلتے رہے۔ وقفہ وقفہ کے بعد دو دفعہ حضور علیہ السلام نے پانی طلب فرمایا۔ ہر دفعہ حضورؑ نے چند گھونٹ ہی پیئے اور باقی پانی واپس فرما دیا جسے تمام دوستوں نے گھونٹ گھونٹ پیا۔ الحمد للہ کہ تبرک کے طور پر ایک گھونٹ پانی پینے کی مجھے بھی سعادت نصیب ہوئی۔

کچہری سے فارغ ہونے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو رتھ کے ذریعہ قادیان تشریف لے گئے اور ہم بذریعہ ریل گاڑی بٹالہ ہوتے ہوئے قادیان پہنچے۔ قادیان پہنچ کر مجھے حضور علیہ السلام کے دست مبارک پر بھی بیعت کرنے کا شرف حاصل ہوا فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ حضور نماز ظہر کے بعد اکثر مسجد میں کافی دیر تشریف فرما رہتے اور احباب سے گفتگو فرماتے۔ ہم بھی مجلس میں حاضر رہ کر حضور کے ارشادات سے مستفیض ہوتے ایک دن باہر سے ایک شخص آیا۔ اس نے عرض کیا حضور طاعون بہت پھیل رہی ہے۔ فلاں شہر میں اتنی موتیں ہو چکی ہیں۔ بڑی تباہی پھیلی ہوئی ہے۔ حضور علیہ السلام نے اس شخص کی بات سن کر فرمایا اس تباہی سے بڑھ کر تباہی آئے گی۔ حضور علیہ السلام نے انگشت شہادت کے ساتھ گردن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا سر الگ اور دھڑ الگ ہوں گے۔ یہ نظارہ بھی ہم نے ۱۹۴۷ء کے فسادات میں بچشم خود دیکھ لیا۔

ان دنوں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ روزانہ قرآن مجید کا درس دیا کرتے تھے۔ محترم بابو فخر الدین صاحب مرحوم تو چند دن رہنے کے بعد اپنی ملازمت پر میاں میر لاہور چلے گئے اور ہم دونوں یعنی خاکسار اور حکیم محمد صدیق صاحب تقریباً پندرہ دن قادیان میں ٹھہرے

رہے اور باقاعدگی سے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا درس سنتے رہے۔ آپ ہم سے بہت محبت کے ساتھ پیش آتے اور اکثر فرماتے یہ بچے ہمارے وطنی (یعنی بھیرہ میانی) کے ہیں۔ انہی دنوں ایسا اتفاق ہوا کہ میری داڑھ میں شدید درد کی تکلیف رہنے لگی، حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ تعالےٰ عنہ بڑی ہمدردی اور محبت کے ساتھ علاج کرتے رہے۔ درد ابھی رفع نہیں ہوا تھا کہ میں نے گھر واپس جانے کا ارادہ کر لیا۔ میں نے ایک چھوٹی بچی کے ہاتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ایک عریضہ بھجوایا۔ اس میں لکھا کہ حضور مجھے گھر واپس جانے کی اجازت عطا فرمائیں۔ نیز دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ داڑھ کا درد دُور کر دے اور میں بخیریت اپنے گھر پہنچ جاؤں۔ حضورؑ نے اجازت کا پیغام بھجوایا اور ساتھ ہی فرمایا" اللہ تعالےٰ آپ کو آرام سے گھر پہنچائے" اجازت لے کر جب قادیان سے رخصت ہوا تو ابھی تھوڑی دُور ہی گیا تھا کہ داڑھ کے درد سے بالکل آرام آگیا اور پھر آج تک ایسا درد نہیں ہوا۔ معمول کے مطابق بٹالہ سے بذریعہ ریل روانہ ہو کر مجھے اگلے روز میانی گھوگھیاٹ پہنچنا تھا۔ میں قادیان سے صبح روانہ ہوا اور گیارہ بجے کے قریب بٹالہ پہنچا۔ وہاں گاڑی تیار تھی اس میں بیٹھ کر امرتسر پہنچا۔ وہاں جا کر کیا دیکھتا ہوں کہ خلاف توقع ڈاک گاڑی ابھی سٹیشن پر ہی موجود ہے چنانچہ میں ڈاک گاڑی میں سوار ہو کر لالہ موسےٰ ملک وال کے راستے اسی روز شام کو میانی گھوگھیاٹ پہنچ گیا۔ اللہ تعالےٰ نے حضور علیہ السّلام کی دعا کی برکت سے ایسے سامان بہم پہنچائے کہ میں اگلے دن پہنچنے کی بجائے اسی دن شام کو آرام سے گھر پہنچ گیا اور پھر داڑھ کا درد بھی جاتا رہا۔

آخر میں ایک بات جو نہایت ایمان افروز ہے بیان کرتا ہوں اور وہ یہ کہ جب ہم بٹالہ سے یکّہ پر قادیان جاتے تو چونکہ سڑک کچی تھی تو اس لئے راستہ میں دھول اڑتی۔ ادھر قادیان میں لوگوں کی بکثرت آمد و رفت کی وجہ سے یکّے اکثر چلتے رہتے تھے۔ راستے میں اکثر سکھ کہا کرتے تھے کہ:-

" او بلے بلے مرجیا تیریاں مریداں نے تے سڑک ہی پٹ دِتّی اے "

یعنی شاباش مرزا تیرے مریدوں نے تو چل چل کر سڑک ادھیڑ دی ہے۔ آخر وہ دن بھی آئے کہ ریلوے لائن بن جانے کی وجہ سے جلسہ سالانہ کے موقع پر قادیان سپیشل گاڑیاں پہنچنے لگیں۔ گاڑیوں میں بھیڑ کا یہ عالم ہوتا تھا کہ جگہ بھی مشکل سے ملتی تھی۔ اب ربوہ

میں بھی یہی نظارہ ہر سال دیکھنے میں آتا ہے۔ اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام۔ یَاْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔ یَاْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔ بڑی شان سے پورا ہوتا چلا آرہا ہے۔ اللّٰھم صلّ علیٰ محمدٍ وعلیٰ آلِ محمدٍ وعلیٰ عبدہٖ المسیح الموعود۔ وبارک وسلّم انّک حمیدٌ مجید۔

مامور من اللہ کی تائید!

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام فرماتے ہیں :۔

۱۔ " جب اللہ تعالےٰ دنیا میں کسی کو مامور کر کے بھیجتا ہے تو اس کی تائید میں خارق عادت نشان بھی ظاہر کرتا ہے چنانچہ اس جگہ بھی اُس نے میری تائید کے لئے بہت سے نشان ظاہر کئے ہیں جن کو لاکھوں انسانوں نے دیکھا ہے اور وہ اس پر گواہ ہیں۔ تاہم میں اپنے خدا پر کامل یقین رکھتا ہوں کہ اس نے اِن ہی نشانوں پر حصر نہیں کیا اور آئندہ اس سلسلہ کو بند نہیں کیا۔ وقتاً فوقتاً وہ اپنے ارادہ سے جب چاہتا ہے نشان ظاہر کرتا ہے"

۲۔ " یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ نشان عقلمندوں کے لئے ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کے واسطے نشان نہیں ہوتے جو عقل سے کوئی حصہ نہیں رکھتے۔ ایسے لوگ اللہ تعالےٰ کے نشانات سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے ہدایت محض اللہ تعالےٰ کے فضل پر موقوف ہے اگر اللہ تعالےٰ کی توفیق شاملِ حال نہ ہو اور وہ فضل نہ کرے تو خواہ کوئی ہزاروں ہزار نشان دیکھے ان سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا اور کچھ نہیں کر سکتا "

(الحکم ۱۷ مئی ۱۹۰۴ء)

مصلح موعود کے ذریعہ سے رونما ہونے والا عظیم الشان روحانی انقلاب

افریقہ کے متعدد نامور مسلم زعماء اور سربرآوردہ حضرات کا اعتراف

مصلح موعود کو اللہ تعالیٰ نے اُس کی پیدائش سے بھی قبل فتح وظفر کی کلید قرار دیا تھا اور اس لئے قرار دیا تھا کہ خدائی فیصلہ کے بموجب اس کے ذریعہ اسلام نے تمام دنیا میں فتحیاب ہونا تھا۔ امام جماعتِ احمدیہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز (جو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کے مصداق یعنی مصلح موعود اور فتح وظفر کی کلید ہیں) کے عہدِ خلافت میں اسلام مشرق ومغرب کے ممالک میں جس شان سے فتحیاب ہوُا ہے اور برابر ہو رہا ہے وہ سب پر عیاں ہے حتیٰ کہ اغیار تک اس کے قائل و معترف ہیں۔ روئے زمین کے وہ ممالک جن میں آپ کے عہدِ خلافت میں آپ کی عدیم النظیر مساعی کی بدولت اسلام پھیلا ہے اور پھیل رہا ہے تین درجن کے قریب ہیں ۔ ان ممالک کے مختلف حصوں میں ڈیڑھ صد سے بھی زیادہ مبلغین کام کر رہے ہیں۔ سینکڑوں مسجدیں تعمیر ہو چکی ہیں اور سینکڑوں کی تعداد میں نومسلموں کی منظم جماعتوں کے معرضِ وجود میں آنے سے ایک عظیم الشان روحانی انقلاب کی طرح پڑ چکی ہے۔

ان ممالک میں علی الخصوص افریقہ کے ممالک بھی شامل ہیں۔ افریقہ وہ برِ اعظم ہے جس پر آج سے نصف صدی قبل تک عیسائیت گھٹا ٹوپ بادل کی طرح چھائی ہوئی تھی اس وقت کوئی بھی یہ باور کرنے کے لئے تیار نہ تھا کہ اُس کا یہ ہمہ گیر غلبہ کبھی ٹوٹ سکے گا۔ آج سیدنا حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کے قائم کردہ مشنوں اور آپ کے بھیجے ہوئے مبلغینِ اسلام کے ذریعہ عیسائیت کا یہ غلبہ بڑی سرعت کے ساتھ ٹوٹ رہا ہے اور اسی سرعت کے ساتھ اس کی جگہ اسلام غالب آ رہا ہے۔ اس کا اعتراف خود مغرب کے بڑے بڑے عیسائی پادری کر چکے ہیں اور اب بھی برابر کر رہے ہیں۔ آئے دن ان کے ایسے بیانات اخباروں اور کتابوں میں چھپتے رہتے ہیں کہ افریقہ میں عیسائیت دن بدن زوال پذیر ہو رہی ہے لوگ اب عیسائیت کو ترک کر کے زیادہ سے زیادہ اسلام کی طرف راغب ہو رہے ہیں۔ مثال کے طور پر امریکی سیاح مسٹر لارڈ پر اُس اپنی حالیہ انگریزی کتاب "ناقابل یقین افریقہ" (Incredible Africa) میں رقمطراز ہیں :۔

" اسلام افریقہ میں عیسائیت کی نسبت تین گنا زیادہ تیز رفتاری سے پنپ رہا ہے۔ باہر کے کسی

مذہب کو قبول کرنے کا سوال ہو تو اہل افریقہ اِس بات پر آمادہ ہیں کہ وہ اس بارہ میں مسلمانوں کی طرف رجوع کریں جن کا بجز اپنے مذہب کی اشاعت کے افریقہ کے ساتھ اور کوئی مفاد وابستہ نہیں - یورپین آباد کاروں کے متعلق ان کا کہنا یہ ہے کہ یہ لوگ ہمیں بائبل تو دیتے رہے لیکن ساتھ ساتھ اس کے عوض میں ہمیں اپنی زمینوں سے محروم کرتے رہے - عیسائی مناد ڈاکٹر بلی گراہم نے افریقہ کے دورہ سے واپس آکر وہاں عیسائیت کے زوال کی پیشگوئی کی ہے اور کہا ہے کہ وقت آنے والا ہے کہ جب افریقہ میں عیسائیوں کو جان بچانے کے لئے غاروں اور زمین دوز خفیہ مقامات میں پناہ لینی پڑے گی "

(ترجمہ از "ناقابل یقین افریقہ" صفحہ ۱۹۰)

افریقہ میں یہ انقلاب کیوں اور کیسے رونما ہوا ؟ اس کا سہرا سیدنا حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کے سر ہے - آپ نے آج سے چالیس سال قبل افریقہ کی جانب توجہ مبذول فرمائی اور وہاں مبلغ بھیجے اور اس طرح وہاں عیسائیت کے بالمقابل منظم اور مستقل بنیادوں پر تبلیغِ اسلام کی داغ بیل ڈالی - اُن ابتدائی کوششوں کے بعد آج وہاں مشرقی افریقہ اور مغربی افریقہ کے متعدد ممالک میں جماعت احمدیہ کی طرف سے اسلام کے تبلیغی مشن قائم ہو چکے ہیں - اس وقت کینیا، یوگنڈا، ٹانگانیکا، سیرالیون، گھانا، نائیجریا، گیمبیا، آئیوری کوسٹ، ٹوگولینڈ، لائبیریا اور جنوبی افریقہ میں باقاعدہ احمدیہ مشن قائم ہیں جن کے ذریعہ وہاں وسیع پیمانہ پر اسلام کی تبلیغ ہو رہی ہے اور سینکڑوں جماعتوں کا قیام عمل میں آچکا ہے - افریقہ کے نامور مسلم زعماء اور سربرآوردہ حضرات جماعتِ احمدیہ کی ان تبلیغی مساعی اور اسلامی خدمات کے دل سے معترف ہیں اور انہیں بنظر استحسان دیکھتے ہیں - مثال کے طور پر ہم یہاں صومالی ری پبلک کے صدر ہز ایکسی لنسی عبد اللہ عثمان کے ان تاثرات کا ذکر کرتے ہیں جو انہوں نے احمدیہ مشن گھانا کی عظیم الشان تبلیغی مساعی اور اسلامی خدمات کے بارہ میں ظاہر فرمائے - آپ اکتوبر ۱۹۶۱ء میں حکومتِ گھانا کی دعوت پر وہاں تشریف لے گئے تھے - ۱۰ر اکتوبر ۱۹۶۱ء کو آپ نے سٹیٹ ہاؤس میں جماعت احمدیہ گھانا کے ایک نمائندہ وفد کو باریابی کا موقع عطا کیا - اس ملاقات میں آپ نے احمدیہ مشن کی مساعی کو بہت سراہا اور مشن کی "کتاب زائرین" میں اپنے قلم سے نہایت شاندار تعریفی کلمات رقم فرمائے - آپ نے تحریر فرمایا :-

" مجھے یہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی ہے کہ گھانا میں نہ صرف ایک مسلم تبلیغی مشن برسرکار ہے بلکہ اِسے نمایاں اور عظیم الشان کامیابی بھی نصیب ہو رہی ہے - فی زمانہ اسلام کی لازوال تعلیمات، اس کے مقدس نظریات اور اس کے عام فہم دلائل کو پھیلانے اور فروغ دینے میں سب سے بڑی رکاوٹ یہ تھی کہ منظم تبلیغی جدوجہد اور تربیت یافتہ مبلغین کی ازحد قلت تھی - اسی لئے احمدیہ مشن کی مساعی سے آگاہی میرے لئے بہت خوشی کا موجب ہوئی ہے - اللہ تعالیٰ کے حضور میری یہ دعا ہے

کہ وہ ان کی عظیم کوششوں میں برکت ڈالے اور اپنی تائید سے نوازے موجودہ انسانیت کے پریشان کن حالات میں اسلام جو عظیم الشان خدمت بجا لا سکتا ہے اس کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ میں امید کرتا ہوں کہ مشن کی ان مساعی کو بنظر استحسان دیکھا جائے گا اور ان کی حمایت کی جائیگی۔ یہ عظیم الشان مساعی تعریف و توصیف اور تائید و حمایت کی بجا طور پر مستحق ہیں"۔

(ترجمہ از انگریزی)

اسی طرح سیرالیون کے نائب وزیر اعظم آنریبل ایم۔ ایس مصطفیٰ جب سرکاری دورہ کے سلسلہ میں گھانا تشریف لے گئے تو آپ سیرالیون کی طرح گھانا میں بھی جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی اور ان کے نہایت ہی خوشکن نتائج سے بہت متاثر ہوئے۔ آپ نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:۔

"احمدیہ مشن گھانا عیسائی مشنوں کی پُر زور مخالفت کے باوجود تبلیغ اسلام کے ضمن میں جو شاندار خدمات بجا لا رہا ہے میں ان سے بہت متاثر ہُوا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ اگر ان لوگوں کو موقع دیا جائے اور حکومت گھانا کی طرف سے پورا پورا تحفظ عطا کیا جائے جس کے یہ مستحق ہیں تو یہ لوگ اہل گھانا کی مذہبی ضروریات کو جو عرصۂ دراز سے محسوس کی جا رہی ہیں پورا کر دکھائیں گے"۔

(ترجمہ از انگریزی)

سیدنا حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کے قائم کردہ مشنوں اور آپ کے بھیجے ہوئے مبلغین کے ذریعہ افریقہ میں اسلام کو جو شاندار فتوحات حاصل ہو رہی ہیں اور ان کے نتیجہ میں وہاں جو عظیم الشان روحانی انقلاب رونما ہو رہا ہے اس سے متعلق مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر افریقہ کے بعض نامور مسلم زعماء کے تاثرات پیش کرنے کے بعد اب ہم ذیل میں سیدنا حضرت المصلح الموعود کے ہاتھوں دنیا بھر میں اسلام کی نمایاں اور غیر معمولی فتوحات سے متعلق افریقہ ہی کے ایک اور نامور مسلمان لیڈر کے تاثرات درج کرتے ہیں اور وہ ہیں گھانا کی قومی اسمبلی کے ڈپٹی سپیکر جناب الحاج یعقوب تالی تولون نا Alhaj Yaqub Tali Talon — Na) جماعت احمدیہ گھانا کی سینتیسویں ۳۷ سالانہ کانفرنس منعقدہ ۴ تا ۷ جنوری ۱۹۶۲ء کے موقع پر آپ نے ذاتی مشاہدہ اور تجربہ کی بنا پر فرمایا:۔

"ابھی ہم نے جماعتِ احمدیہ کے نصب العین اور دنیا بھر میں اس کی مساعی کے مختصر لیکن صاف اور واضح کوائف سُنے ہیں اور ابھی (اسلامی لٹریچر کی نمائش کے ذریعہ) ہماری آنکھوں کے سامنے اس امر کا ثبوت بھی آنیوالا ہے کہ جماعتِ احمدیہ کس طرح اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا فریضہ بجا لا رہی ہے اور کس طرح وہ اسلامی تعلیم اور اسلامی آداب اور طور و طریق کو زندہ کرنے اور انہیں تقویت پہنچانے میں کوشاں ہے۔ اگر یہ کوششیں بروئے کار نہ آتیں تو عین ممکن تھا کہ اسلامی تعلیم اور اسلامی ثقافت جدید انداز زیست

کے سیلاب میں غرق ہو کر رہ جاتی۔

دنیا کے بہت سے حصوں میں اس جماعت کی مساعی اور سرگرمیوں کا میں عینی شاہد ہوں اور میں اپنے ذاتی مشاہدہ کی بناء پر کہہ سکتا ہوں کہ ان سب ملکوں میں اس جماعت کی مساعی کی بدولت اسلام فتحیاب ہے۔ فی الحقیقت جیسا کہ کہا جاتا ہے ہمارے زمانہ کی انسانی تاریخ کا سب سے حیران کن واقعہ اسلام کا از سر نو ابھرنا ہے۔ گذشتہ ایک صدی کے اندر اندر اسلام نصف کرۂ ارض پر پھیلنے اور اثر و نفوذ حاصل کرنے میں کامیاب ہو چکا ہے۔ اسکے ذریعہ قوموں میں ایک نئی روح پھونکی جا رہی ہے اور اس طرح ایک نئی دُنیا معرض وجود میں آ رہی ہے۔ جسے دنیائے اسلام کا نام دیا جا سکتا ہے۔" (ترجمہ از انگریزی)

افریقہ کے نامور مسلم زعماء اور سربرآوردہ حضرات کے یہ بیانات اور ذاتی مشاہدہ پر مبنی تاثرات اس امر کو روزِ روشن کی طرح عیاں کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آج سے اسی سال قبل سیدنا حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کے کارناموں کے متعلق جو بشارات دی تھیں وہ آج بڑی شان سے پوری ہو رہی ہیں اور ایک دُنیا اعتراف کر کر کے ان کے پورا ہونے پر مہر تصدیق ثبت کر رہی ہے۔ وہ بشارات یہی تھیں کہ اللہ تعالےٰ نے مصلح موعود کو فتح و ظفر کی کلید قرار دیتے ہوئے فرمایا تھا:-

"نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہو گا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہو گا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی"۔

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

کون کہہ سکتا ہے کہ سیدنا حضرت المصلح الموعود آج دنیا میں اسیروں کی رستگاری کا موجب ثابت نہیں ہو رہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ آپ نے زمین کے کناروں تک شہرت نہیں پائی، اور کون کہہ سکتا ہے کہ قومیں آپ سے برکت نہیں پا رہیں؟ اسود و احمر اقوام کے وہ ہزاروں ہزار خوش نصیب جنہیں اطراف و جوانبِ عالم میں آپ کے قائم کردہ مشنوں اور آپ کے بھیجے ہوئے مبلغوں کے ذریعہ روحانی اسیری سے رستگاری نصیب ہوئی ہے وہ آپ سے نہیں تو اور کس سے برکت پا رہے ہیں۔ اسلام کے پیغام کو زمین کے کناروں تک پہنچانے والے مصلح موعود کی حیثیت سے زمین کے کناروں تک آپ نے نہیں تو اور کس نے شہرت پائی ہے؟ زمین کے ایک طرف سے دوسرے سرے تک آپ کے ذریعہ ضلالت میں بھٹکنے والوں کا روحانی اسیری سے رستگاری حاصل کرنا، زمین کے کناروں تک آپ کی شہرت کا پہنچنا اور قوموں کا آپ سے برکت پانا یہ وہ منہ بولتے زندہ حقائق ہیں جن کے

اپنے اور پرائے سب معترف ہیں۔ مختلف قوموں کے مسلمان زعماء اور سر برآوردہ حضرات ہی آپ کے عظیم الشان کارناموں سے متاثر ہو کر دلی مسرت کے اظہار کے طور پر ان کا اعتراف نہیں کر رہے بلکہ مغرب کے وہ عیسائی پادری اور منادبھی جنہیں آپ کے محیر العقول کارناموں کی وجہ سے سب سے زیادہ زک اٹھانی پڑ رہی ہے چار و ناچار ان حقائق کا اعتراف کرنے پر مجبور ہیں۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے وجود میں پیشگوئی مصلح موعود کے پورا ہونے کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

جماعت کی خوش قسمتی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

"اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ ہماری جماعت کا ایمان کمزور رہے۔ مہمان اگر نہ بھی چاہے تو بھی میزبان کا فرض ہے کہ اُس کے آگے کھانا رکھدے۔ اسی طرح پر اگرچہ نشانوں کی ضرورت کوئی بھی نہ سمجھے تب بھی اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جماعت کے ایمان کو بڑھانے کے لئے نشانات ظاہر کر رہا ہے۔ یہ بھی سچی بات ہے کہ جو لوگ اپنے ایمان کو نشانوں کے ساتھ مشروط کرتے ہیں وہ سخت غلطی کرتے ہیں۔ حضرت مسیحؑ کے شاگردوں نے مائدہ کا نشان مانگا تو یہی جواب ملا کہ اگر اس کے بعد کسی نے انکار کیا تو ایسا عذاب ملے گا جس کی نظیر نہ ہو گی۔ پس طالب کا ادب یہی ہے کہ وہ زیادہ سوال نہ کرے اور نشان طلب کرنے پر زور نہ دے۔ جو اس آداب کے طریق کو ملحوظ رکھتے ہیں خدا ان کو کبھی بے نشان نہیں چھوڑتا اور ان کو یقین سے بھر دیتا ہے۔"

(الحکم ۱۷ جنوری ۱۹۰۳)

بچوں کا صفحہ

مصلح موعود کا بچپن

ہمارے آقا حضرت المصلح الموعود اطال اللہ بقاءہ کا بچپن ایک مثالی بچپن تھا۔ آپ سے خدا تعالیٰ نے خدمتِ اسلام کا عظیم الشان کام لینا تھا۔ اِسی لئے آپ میں بچپن ہی سے دین کا شوق اور دین کی خدمت کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ اُس ننھی سی عمر میں بھی آپ کو ایک ہی دُھن تھی کہ کسی طرح اسلام دنیا میں غالب آ جائے۔ بچوں کی دلچسپی کے لئے ہم آپ کے بچپن کے دو تین واقعات بیان کرتے ہیں۔ ان واقعات سے بچے اندازہ لگا سکیں گے کہ احمدی بچے ہونے کی حیثیت میں ان کا اپنا بچپن کیسے گذرنا چاہیئے

سنہ ۱۹۰۰ء میں حضرت المصلح الموعود کی عمر صرف گیارہ سال تھی۔ اس چھوٹی عمر میں بھی آپ کے دل میں للّٰہ ہی اللہ بسا ہوا تھا۔ ایک رات آپ دیر تک اللہ تعالیٰ کی ہستی پر غور کرتے رہے۔ آخر کئی گھنٹے غور و فکر کے بعد پورے یقین کے ساتھ آپ کے دل نے یہ فیصلہ کیا کہ فی الواقعہ ایک خدا ہے جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے۔ اُس وقت آپ کو خدا تعالیٰ کی ہستی کے بارہ میں ایک نیا عرفان حاصل ہوا اور آپ کا دل خوشی سے بھر گیا۔ آپ نے اُسی وقت بڑے درد کے ساتھ خدا کے حضور یہ دعا مانگی کہ

"خدایا مجھے تیری ذات کے متعلق کبھی شک پیدا نہ ہو"

خود اپنے غور و فکر کے نتیجہ میں خدا کی ہستی کے متعلق یہ پختہ یقین حاصل ہونے کی دیر تھی کہ آپ کے اندر اُس چھوٹی سی عمر میں یادِ الٰہی کی لگن پیدا ہو گئی۔ ہر وقت خدا کو یاد کر کے اس کی تعریف کرتے اور اس سے محبت کا اظہار کرتے۔ اُنہی دنوں میں آپ نے ایک نماز کے بعد یہ عہد کیا کہ خواہ کچھ ہو جائے میں نماز کبھی نہیں چھوڑونگا چنانچہ اس کے بعد آپ نے نماز کبھی نہیں چھوڑی۔

اس کے چند سال بعد تو یہ حالت ہوئی کہ آپ نے پانچوں نمازیں ادا کرنے کے علاوہ تہجّد کی نماز بھی پڑھنی شروع کر دی۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت شیخ غلام احمد صاحب واعظ رضی اللہ عنہ آدھی رات کے بعد مسجد مبارک میں نمازِ تہجد پڑھنے گئے۔ وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ میاں محمود احمد

صاحب سجدے میں پڑے رو رو کر دعائیں مانگ رہے ہیں۔ جب آپ نماز پڑھ چکے تو انہوں نے پوچھا "میاں! آج اللہ تعالیٰ سے کیا کچھ لیا؟" آپ نے فرمایا "بس مَیں نے تو یہی مانگا ہے کہ الٰہی مجھے میری آنکھوں سے اسلام کو زندہ کر کے دکھا"۔

چھوٹی سی عمر میں ہی اللہ تعالیٰ سے محبت اور اس کی عبادت کی یہ برکت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت بڑا مرتبہ عطا فرمایا۔ اور بڑے ہو کر آپ نے اسلام کی ایسی شاندار خدمت سرانجام دی کہ آج آپ کے کارناموں پر ایک دنیا حیرت کا اظہار کر رہی ہے۔

احمدی بچوں کو چاہیئے کہ وہ بھی اپنے آقا کے نقش قدم پر چلتے ہوئے چھوٹی عمر میں خدا تعالیٰ کی محبت اپنے دل میں پیدا کریں، پورے شوق کے ساتھ اس کی عبادت کریں اور دعائیں مانگیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں دین کا خادم بنائے۔ اگر بچے ایسا کریں گے۔ تو خدا ان کو بھی خدمت دین کی توفیق عطا کرے گا اور انہیں بھی دین و دنیا میں نامور بنا دے گا۔

اللہ تعالیٰ سب بچوں کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اِسلام کا پھُولا پھَلا باغ

(از حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

شادابی و لطافت اِس دیں کی کیا کہوں مَیں　　　سب خشک ہو گئے ہیں. پھُولا پھَلا یہی ہے
آنکھیں ہر ایک دیں کی بے نُور ہم نے پائیں　　　سُرمہ سے معرفت کے اِک سُرمہ سا یہی ہے
لعلِ یمن بھی دیکھے دُرِّ عدن بھی دیکھے　　　سب جوہروں کو دیکھا دِل میں جچا یہی ہے
انکار کر کے اِس سے پچھتاؤ گے بہت تم　　　بنتا ہے جس سے سونا وہ کیمیا یہی ہے

اِس دیں کی شان و شوکت یا ربّ مجھے دکھا دے
سب جھُوٹے دیں مِٹا دے میری دعا یہی ہے

(درثمین)

اہم مرکزی اعلانات

ماہنامہ انصار اللہ کے متعلق ضروری گذارش

ماہنامہ انصار اللہ کے جن خریدار اصحاب کا چندہ ماہنامہ فروری ۶۵ء میں ختم ہو چکا ہے۔ یا اگلے ماہ (مارچ) میں ختم ہو گا۔ ان کی خدمت میں تاکیدی گذارش کی جاتی ہے۔ کہ وہ براہ مہربانی اگلے سال کا چندہ ماہنامہ مبلغ -/۶ روپے جلد از ارسال فرما دیں تاکہ وی پی کے اخراجات نہ برداشت کرنا پڑیں۔ ایسے احباب کی خدمت میں انفرادی طور پر بھی خطوط کے ذریعہ اطلاع بھجوائی جا رہی ہے۔

ماہنامہ انصار اللہ ایک بلند پایہ تربیتی رسالہ ہے جو ہر احمدی گھرانہ میں موجود ہونا چاہیئے۔ ہم قارئین ماہنامہ ہذا سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ ماہنامہ انصار اللہ کی خریداری بڑھانے کے لئے اپنے حلقۂ احباب سے سعی فرما کر عند اللہ ماجور ہوں گے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ وسیع افادہ اور احباب کی سہولت کیلئے یہ رسالہ اصل لاگت سے کم قیمت پر دیا جا رہا ہے۔ جو -/۶ روپے سالانہ ہے۔

منیجر ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

انصار اللہ کا مالی سال

انصار اللہ کا مالی سال شروع ہو چکا ہے۔ اراکین ابھی سے عزم کر لیں کہ وہ چندہ کا بقایا نہ ہونے دیں گے۔ عہدیداران وقت پر وصول کر کے رقوم مرکز میں بھجواتے رہیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

قائد مال انصار اللہ مرکزیہ

تعمیر فنڈ انصار اللہ

انصار اللہ کے تعمیر فنڈ میں اس وقت کوئی رقم نہیں اور بعض ضروری تعمیری کام مدنظر ہیں۔ اسلئے اراکین اس طرف توجہ فرمائیں اور کم از کم ایک روپیہ فی رکن یا حسب استطاعت چندہ جلد بھجوا کر عند اللہ ماجور ہوں۔ جزاکم اللہ خیراً

(قائد مال انصار اللہ مرکزیہ)

نشانات الٰہی کی بے ادبی مت کرو

جو آیات اللہ کی پروا نہیں کرتا خدا بھی اس کی پروا نہیں کرتا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

''دیکھو میں سچ کہتا ہوں کہ تم خداتعالی کی آیات کی بے ادبی مت کرو اور انہیں حقیر نہ سمجھو کہ یہ محرومی کے نشان ہیں اور خداتعالی اس کو پسند نہیں کرتا ۔ ابھی کل کی بات ہے کہ لیکھرام خداتعالی کے عظیم نشان کے موافق مارا گیا ۔ کروڑوں آدمی اس پیشگوئی کے گواہ ہیں ۔ خود لیکھرام نے اسے شہرت دی ۔ وہ جہاں جاتا اسے بیان کرتا ۔ یہ نشان اسلام کی سچائی کے لئے اس نے خود مانگا تھا اور اس کو سچے اور جھوٹے مذہب کے لئے بطور معیار قائم کیا تھا ۔ آخر وہ خود اسلام کی سچائی اور میری سچائی پر اپنے خون سے شہادت دینے والا ٹھہرا ۔ اس نشان کو جھٹلانا اور اس کی پروا نہ کرنا یہ کس قدر بے انصافی اور ظلم ہے ۔ پھر ایسے کھلے کھلے نشان کا انکار کرنا تو خود لیکھرام بننا ہے اور کیا ۔

مجھے بہت ہی افسوس ہوتا ہے کہ جس حال میں خداتعالی نے ایسا فضل کیا ہے کہ اس نے ہر قوم کے متعلق نشانات دکھائے ، جلالی اور جمالی ہر قسم کے نشان دئے گئے ، پھر ان کو ردی کی طرح پھینک دینا یہ تو بڑی ہی بدبختی اور اللہ تعالی کے غضب کا مورد بننا ہے ۔ جو آیات اللہ کی پروا نہیں کرتا وہ یاد رکھے اللہ تعالی بھی اس کی پروا نہیں کرتا ۔ خدا تعالی کی طرف سے جو نشان ظاہر ہوتے ہیں وہ ایسے ہوتے ہیں کہ عقلمند خدا ترس ان کو شناخت کر لیتا ہے اور ان سے فائدہ اٹھاتا ہے ۔ لیکن جو فراست نہیں رکھتا اور خدا کے خوف کو مدنظر رکھ کر اس پر غور نہیں کرتا وہ محروم رہ جاتا ہے ۔،،

(الحکم ۳۱ مئی ۱۹۰۴ء)

ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا ۔